ہفت روزہ

انٹرنیشنل

الفضل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۳۰/ مئی ۱۹۹۷ء شمارہ ۲۲

۲۳/ محرم ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۳۰/ ہجرت ۱۳۷۶ ہجری شمسی

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جرمنی میں ورود مسعود

انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں۔ مجالس عرفان اور سوال و جواب کی دلچسپ مجالس

(ہمبرگ۔ جرمنی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جرمنی کے قریباً دو ہفتہ کے دورہ کے سلسلہ میں ۱۵/ مئی کو ہمبرگ میں ورود فرما ہوئے۔ جرمنی میں قیام کے دوران حضور انور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع سے خطابات کے علاوہ مجالس عرفان میں نوجوانوں کے سوالات کے جوابات عطا فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں جرمنی کے مختلف شہروں میں اس موقعہ پر دعوت الی اللہ کی مجالس بھی منعقد کی جا رہی ہیں، جن میں حضور ایدہ اللہ مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے مہمانوں کے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائیں گے۔ انشاء اللہ۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۵/ مئی کی صبح Nun-speet (ہالینڈ) سے روانہ ہو کر سہ پہر ۴ بجکر ۲۳ منٹ پر ہمبرگ میں جماعت احمدیہ کے سینٹر بیت الرشید میں ورود فرما ہوئے۔ حضور انور کی گاڑی جونہی بیت الرشید میں داخل ہوئی، ننھی منی بچیوں نے جرمن زبان میں استقبالیہ گیت گا کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور نے استقبال کے لئے بیت الرشید میں جمع کثیر احباب جماعت کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔ ان احباب میں مربیان سلسلہ، مقامی مجلس عاملہ کے ممبران اور خصوصاً وہ کارکنان شامل تھے جو بیت الرشید کی تعمیر و مرمت کے سلسلہ میں غیر معمولی مثالی وقار عمل کرتے رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ کی تشریف آوری کے موقعہ پر بیت الرشید ہمبرگ کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ استقبالیہ بینرز اور رنگ برنگی جھنڈیاں اور صفائی کا شاندار معیار سارے ماحول کو نہایت درجہ بارونق بنائے ہوئے تھا۔ خدام اور دیگر کارکنان نہایت مستعدی سے اپنے اپنے فرائض سر انجام دے رہے تھے۔

مجلس سوال و جواب

شام چھ بجکر دس منٹ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بیت الرشید کے بڑے ہال میں تشریف لائے جہاں مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے تین صد سے زائد مہمان حضور کے منتظر تھے۔ حضور کی تشریف آوری کے فوراً بعد مجلس سوال و جواب کا

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

نفس مطمئنہ ہی ہے جو بالآخر فتح پائے گا

آج جماعت احمدیہ کو ضرورت ہے کثرت کے ساتھ نفس مطمئنہ پیدا کرنے والوں کی۔ جب نیکی سے آپ اتنا پیار کرنا سیکھ لیں گے کہ نیکی آپ کی جان بن جائے اس وقت آپ کو نفس مطمئنہ نصیب ہوگا

آپ میں سے کثرت سے ایسے لوگ تیار ہونے چاہئیں جو خود مجالس سوال و جواب لگائیں اور دعا کرتے ہوئے پورے اطمینان کے ساتھ جواب دینا سیکھیں

☆☆ خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۶/ مئی ۱۹۹۷ء ☆☆

ہمبرگ جرمنی (۱۶/ مئی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج کا خطبہ بیت الرشید ہمبرگ جرمنی میں ارشاد فرمایا جو مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست ایم ٹی اے کے توسط سے نشر کیا گیا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے آیات قرآنی "الذین آمنوا وتطمئن قلوبھم لذکر اللہ......" (سورہ الرعد آیات ۲۹ اور ۳۰) کی تلاوت کی۔ حضور نے جماعت جرمنی کی خدمت دین کے مختلف میدانوں میں تیزی سے ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تربیت کی بہت ضرورت ہے اور انفرادی طور پر ہر شخص کے تقویٰ کا معیار بڑھانے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ کام کرنے والے بہر حال اخلاص سے آتے ہیں، جب وہ دنیا کی مصروفیات کو ترک کر کے آتے ہیں تو یہ بات ان کے نہاں قویٰ کی نشان دہی کرتی ہے لیکن اس کے بڑھنے اور نشوونما پانے میں بہت سے مراحل باقی ہیں۔ حضور نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ جماعت جرمنی کے تمام کارندوں کو پہلے سے بڑھ کر تقویٰ عطا فرمائے اور ان کا تقویٰ ان کے اعمال سے ظاہر و باہر ہو اور بہت سی کمزوریاں جو انفرادی یا اجتماعی طور پر ان میں پائی جاتی ہیں انہیں اپنے فضل سے دور فرما دے۔

حضور نے ایک روز قبل کی مجالس سوال و جواب کے حوالہ سے بتایا کہ ان سے اندازہ ہوا کہ غیروں کا رجحان بڑی تیزی سے جماعت کی طرف ہو رہا ہے۔ اور ان میں منتظمین کی توقع سے بڑھ کر حاضری تھی۔ حضور نے فرمایا کہ مختلف زبانیں بولنے والے

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

ہفتہ، ۱۰/ مئی ۱۹۹۷ء:

آج مقررہ پروگرام کے مطابق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بچوں کے ساتھ ملاقات کا دن تھا جو حسب معمول تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی سوانح پر انگریزی زبان میں مضامین پڑھے گئے۔ بہت خوبصورت بنگلہ نغمہ اور انگریزی زبان میں حمد باری تعالیٰ پر ایک لکھی گئی نظم چند بچیوں نے مل کر سنائی جسے بہت پسند کیا گیا۔

اتوار، ۱۱/ مئی ۱۹۹۷ء:

آج انگریزی بولنے والے احباب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شرف ملاقات بخشا جس میں زائرین نے مختلف سوالات کئے جن کے حضور انور نے پر از معلومات جواب ارشاد فرمائے۔ سوال و جواب کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر قارئین کے افادہ کے لئے درج ذیل ہے۔

☆ عیسائیوں میں تبلیغ کیسے کریں۔ انہیں نہ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں اور نہ ہی وفات میں کوئی دلچسپی ہے۔ ان کی عیسائیت تو صرف کرسمس وغیرہ تک محدود ہے۔

حضور انور نے فرمایا یہ مادی مخلوق دنیا پرست ہو چکی ہے۔ اس لئے آغاز خدا تعالیٰ کے تصور اور اس کی ہستی سے کریں۔ پہلے ان کے حالات کا جائزہ لیں پھر اس کے مطابق گفتگو کریں۔

☆ اگر دو ملکوں کے درمیان لڑائی ہو تو اسلام امن بحال کرنے کے لئے کیا تعلیم دیتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ وہ اس مسئلے کا حل قرآن مجید کی روشنی میں کئی دفعہ بیان فرما چکے ہیں کہ اگر دو مسلمان پارٹیوں میں اختلاف ہو تو سب مسلمان مل کر صلح کرانے کی کوشش کریں اور اگر کوئی ایک پارٹی جنگ کر کے بغاوت پر مصر ہوتی ہے تو پھر سب متحد ہو کر بغاوت کو کچلیں لیکن انصاف کو کسی بھی صورت میں ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

☆ کیا برائی خدا نے پیدا کی ہے، اگر کی ہے تو کیوں؟

خدا تعالیٰ نے صرف روشنی پیدا کی ہے۔ جو بھی نیکی سے منہ پھیرے گا وہ دوسرے الفاظ میں برائی پیدا کرے گا۔ Choice کے نتیجے میں برائی آتی ہے۔

☆ علاوہ ازیں آج کی مجلس میں بچوں کی تربیت کے سلسلے میں والدین کی ذمہ داری، ماحولیاتی زہر آلود فضا کی وجوہات اور علاج، حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کے حکم کی وضاحت، خاندان کے بزرگوں کی نگہداشت، قیامت کس طرح اور کب ہوگی وغیرہ امور سے متعلق سوالات بھی کئے گئے جن کے جوابات حضور نے ارشاد فرمائے۔

سوموار، ۱۲/ مئی ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۲۶ جو ۱۸/ جولائی ۱۹۹۴ء کو براڈکاسٹ ہوئی تھی نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی۔ جس میں برائیونیا کے اوصاف کا بیان حضور انور نے جاری رکھا۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک بہت ہی مفید دوائی ہے۔ حضور نے دوائیوں کے بعض اوقات کے ساتھ خاص طور پر تعلق کو بھی بیان فرمایا۔

منگل، ۱۳/ مئی ۱۹۹۷ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۹۹ منعقد ہوئی جس میں سورہ القصص کی آیات ۵ تا ۲۲ زیر ترجمہ و تفسیر آئیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں فرعون اور ہامان کا ذکر ہے۔ قارون جو ان کا بہت بڑا وزیر خزانہ تھا اس کا نام نہیں ہے۔ حضور نے اس کی وجہ بتائی کہ یہ فرعون کی قوم سے نہیں تھا۔ اپنے لوگوں کو چھوڑ کر فرعون کے دربار میں آ گیا تھا۔ اس لئے اس کا ذکر علیحدہ قرآن مجید میں ملتا ہے۔ فرعون اور اس کے ساتھی غرق کئے گئے اور قارون کو زمین میں دھنسایا گیا۔ ہامان کے متعلق حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ یہ فرعون کا سب سے بڑے مندر کا محافظ تھا اور فوجی تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ آئندہ زمانوں میں بھی ایسے ہی لوگوں نے نئے ناموں کے ساتھ ظاہر ہونا تھا۔ اسی طرح سے فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ کو دریا سے نکالنے کے بعد اپنی حفاظت میں لیتے وقت جو کچھ فرعون سے کہا اس کی تشریح اور تصویر حضور انور نے دلچسپ پیرائے میں ذہن نشین کرائی۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو محترم حفیظ الرحمان انور صاحب نے کی۔ ان آیات قرآنیہ کا ترکی میں ترجمہ محترم ڈاکٹر جلال شمس صاحب مربی سلسلہ نے کیا۔ تاہم اس کے علاوہ فرنچ، عربی اور فارسی زبان میں رواں ترجمہ کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حاضرین کو دعوت دی کہ وہ دین اسلام کے بارہ میں اپنے سوالات پیش کریں۔ چنانچہ حاضرین جنہیں ترتیب کے ساتھ بٹھایا گیا تھا باری باری فرنچ، ترکی اور عربی میں سوالات کرنے لگے۔ جن کا ترجمہ انگریزی زبان میں حضور کے لئے کیا جاتا اور پھر حضور انور اس کا انگریزی میں جواب عطا فرماتے۔ سوالات کا سلسلہ جاری تھا کہ ایک مہمان نے مائیک پر آکر عرض کیا کہ یہاں انگریزی بولنے والے بھی موجود ہیں اور وہ بھی سوالات پوچھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے انہیں بھی ازراہ شفقت موقعہ عطا فرمایا۔

سب سے پہلے ایک مہمان نے سوال کیا کہ ایک ایسی فیملی جس میں باپ اور بیٹے کے عقائد مختلف ہوں تو کیا بیٹے کو ہر حال میں باپ کی بات ماننا ہوگی۔ حضور نے فرمایا کہ عقیدہ کے بارہ میں ہر روح آزاد ہے۔ اور قرآن کریم نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ "لا تزر وازرة وزر اخرى" پھر فرمایا "لا اكراه فى الدين" اور مزید تعلیم دی کہ "من شاء فليؤمن و من شآء فليكفر" قرآن کریم کی اس تعلیم کی روشنی میں ہر شخص کو خدا کا حکم ہی ماننا ہے، نہ کہ باپ کا۔

ایک عرب خاتون نے سوال کیا کہ میری بہن نے ایک عیسائی جرمن سے شادی کی جو مسلمان ہو گیا تھا مگر دو سال بعد وہ دوبارہ عیسائی ہو گیا۔ اس بارہ میں اسلامی تعلیم کیا ہے؟ حضور پر نور نے فرمایا کہ اس وجہ سے شادی تو خود بخود ختم نہ ہوگی۔ تاہم چونکہ اس مرد نے اپنا وعدہ توڑا ہے اس لئے عورت کو بھی اسے چھوڑنے کا اختیار ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسی قسم کے مسائل کے باعث مسلمان عورت کو غیر مسلم سے شادی کی اجازت نہیں دی جاتی۔

حضور نے ایک ٹرکش نو احمدی کو اس کی درخواست کے جواب میں نصیحت فرمائی کہ وہ کثرت سے مطالعہ کریں، نماز کا مطلب سیکھیں، جماعت سے تعلق رکھیں، ایم ٹی اے پر آنے والے پروگرام دیکھیں اور Cassets کی صورت میں تیار شدہ پروگرام بھی دیکھیں۔ اس طرح سے اپنے علم کو بڑھا کر چند دنوں میں بفضل تعالیٰ مخلص احمدی بن جائیں گے۔

مجلس عرفان

یہ روح پرور مجلس سوال و جواب ۸-۲۵ پر ختم ہوئی تو حضور انور کچھ وقت کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اور آٹھ بجکر پینتالیس منٹ پر دوبارہ اسی ہال میں رونق افروز ہوئے جہاں اب کرسیاں ہٹا دی گئی تھیں اور سینکڑوں احباب جماعت حضور کی مجلس عرفان سے متمتع ہونے کے لئے جمع ہوئے بیٹھے تھے۔ حضور انور نے ابتداء میں لجنہ اماء اللہ کی طرف سے موصول ہونے والے سوالات کے جوابات عطا فرمائے جو محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب نے پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد احباب کی طرف سے سوالات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ نوجوانوں نے اس دوران بہت اچھے علمی سوالات پوچھے جن کے حضور پر نور نے نہایت گہرائی کے ساتھ تحقیقی جوابات سمجھائے مگر چند احباب کے بعد سوالات کرنے والوں کا سلسلہ ختم ہو گیا تو حضور انور نے حیرانی کے ساتھ ازراہ مزاح فرمایا آج تو جرمنی جماعت نے ریکارڈ توڑ دیا ہے کہ یہ مجلس اپنے وقت سے پہلے ختم ہونے لگی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بعض اور احباب نے مائیک پر آکر حضور سے سوالات کرنے کی اجازت چاہی جو حضور نے عطا فرمائی۔ اس طرح یہ سلسلہ دس بجے تک جاری رہا۔

۱۶/ مئی

آج چونکہ جمعتہ المبارک کا روز تھا، ۲ بجکر دس منٹ پر حضور جمعہ کے لئے بیت الرشید کے بڑے ہال میں تشریف لائے۔ یہ ہال احباب جماعت سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ہال کے باہر صحن میں بھی احباب جماعت نے کپڑے بچھا کر نماز جمعہ کے لئے صفیں بنائی ہوئی تھیں۔ مسجد بیت الرشید کے دونوں ہال عورتوں کیلئے مخصوص تھے اور یہ بھی ناکافی ہو جانے پر بیت الرشید کی پچھلی جانب مستورات کے لئے نماز ادا کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔

یاد رہے کہ حضور انور کے خطبہ جمعہ کو MTA سے براہ راست نشر کرنے کے لئے مقامی جماعت ہمبرگ نے خصوصی انتظامات کئے تھے اور اس کے لئے جرمن کمپنی Telecom کی وین بیت الرشید میں موجود تھی جو نشریاتی سگنل لندن بھیج رہی تھی جہاں سے ایم ٹی اے کے ذریعہ حضور کا خطبہ دنیا بھر میں نشر ہوا۔ حضور انور نے خطبہ جمعہ میں ابتداء جماعت احمدیہ پر ہونے والے انعامات کا ذکر فرمایا اور اس کی ترقیات پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ ساری دنیا کے ساتھ ساتھ جماعت جرمنی بھی بڑی تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور اس کے کام بھی پھیلتے جا رہے ہیں جن کو سنبھالنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے۔ حضور نے فوج در فوج احمدی ہونے والے احباب کی تربیت پر زور دیتے ہوئے ان کی مستقل طور پر تربیتی کلاسز لگانے کی ہدایت فرمائی۔ خطبہ کے دوسرے حصہ میں حضور نے اطمینان قلب کا مضمون بیان فرمایا اور نفس مطمئنہ کی شناخت بتلائی اور فرمایا کہ نفس مطمئنہ کی حالت ہمیشہ قائم رہنے والی حالت ہوا کرتی ہے۔ جب انسان کو حاصل ہو جائے تو پھر کبھی اسے چھوڑا نہیں کرتی۔ خطبہ جمعہ کے بعد حضور نے نماز جمعہ اور عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

انفرادی ملاقاتیں

۵ بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ اپنے دفتر میں تشریف لے آئے اور ۲۰ خاندانوں کو ملاقات کے شرف سے نوازا۔ یہ سلسلہ ساڑھے چھ بجے تک جاری رہا۔ اس دوران بعض جرمن مہمانوں نے بھی خصوصی طور پر امیر صاحب جرمنی کے ہمراہ حضور سے ملاقات کی۔

بوزنین اور البانین کے ساتھ مجلس سوال و جواب

ان ملاقاتوں کے تھوڑی دیر بعد حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بوسنین اور البانین مجلس سوال و جواب میں دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے بیت الرشید کے ہال میں تشریف لے آئے۔ اس مجلس کا آغاز ۶ بجکر ۵۵ منٹ پر تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

حضور نے اس مجلس کے آغاز میں فرمایا کہ اس وقت یہاں دو زبانیں بولنے والے مہمان موجود ہیں یعنی بوزنین اور البانین۔ اس لئے اس کے لئے باری باری سیشن ہونگے۔ چنانچہ آٹھ بجے تک بوسنین مہمانوں کے سوالات کے جواب حضور ایدہ اللہ نے عطا فرمائے۔ حضور کے ارشادات کا ترجمہ بوسنین خاتون محترمہ ارینا صاحبہ نے کیا۔ اس مجلس میں بوسنین مہمانوں نے حضور سے ہر قسم کے سوالات پوچھے جن کے حضور نے علمی اور تربیتی انداز میں بڑی تفصیل سے جوابات عطا فرمائے۔ آٹھ بجے البانین سیشن کا آغاز ہوا تو حضور انور نے ترجمہ کے لئے محترم ڈاکٹر محمد زکریا خان صاحب کو سٹیج پر بلایا۔ البانین مہمانوں کے نہایت سنجیدہ اور علمی سوالات کا سلسلہ ۹ بجکر سات منٹ تک جاری رہا۔ اس مجلس کے اختتام پر بہت سے مہمانوں نے درخواست کی کہ وہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں چنانچہ حضور پر نور نے ان احباب سے دستی بیعت لی جس میں دیگر حاضرین بھی شامل ہو گئے۔ بیعت کے بعد حضور انور نے دس بجے رات نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں اور پھر اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

۱۷/ مئی --- انفرادی ملاقاتیں

آج کا دن غیر معمولی طور پر حضور نے انتہائی مصروف گزارا۔ حضور کی مصروفیات کا آغاز ٹھیک نو بجے ہوا جب آپ اپنے دفتر میں تشریف لے آئے جہاں حضور نے احباب جماعت کو ملاقات کا شرف بخشا۔ آج کی ملاقاتیں ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہیں۔ اس دوران حضور انور سے ۴۰ خاندانوں نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ الحمد للہ۔

نوجوانوں اور ینگ لجنہ کے ساتھ مجلس سوال و جواب

ساڑھے گیارہ بجے حضور انور مسجد بیت الرشید میں تشریف لے گئے جہاں نوجوانوں اور ینگ لجنہ کی حضور انور کے ساتھ مجالس سوال و جواب کا علیحدہ علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضور پہلے نوجوانوں کی کلاس میں رونق افروز ہوئے اور ان کے سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔ پھر مسجد کے عقبی ہال میں تشریف لے گئے جہاں ینگ ممبرات لجنہ جمع تھیں۔

بچوں کی کلاس

ان ہر دو کلاسز سے فارغ ہوتے ہی حضور انور نے بچوں کی MTA کے لئے کلاس میں شرکت فرمائی۔ اس کلاس میں ہمبرگ ریجن کے چھوٹی عمر کے بچوں کو شامل کیا گیا تھا۔ حضور پر نور نے اس کلاس میں بچوں سے تلاوت قرآن، نظم اور تقریریں سنیں۔ حضور نے اس دوران بچوں سے بعض اشعار کا مطلب بھی پوچھا اور بعض مواقع پر حضور نے ذہنی ورزش کے سوالات بھی پوچھے اور ایک گھنٹہ کی اس مجلس کو بیحد دلچسپ بنائے رکھا۔

جرمن مہمانوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب

ساڑھے پانچ بجے سہ پہر حضور انور نے بعض جرمن مہمانوں کے ساتھ ملاقات فرمائی اور اس کے بعد بیت الرشید کے بڑے ہال میں رونق افروز ہوئے جہاں جرمن مہمانوں کے ساتھ مجلس سوال و جواب کا انتظام کیا گیا تھا۔ ہال پوری طرح سے مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ حضور انور نے یہاں رونق افروز ہونے کے فوراً بعد تقریب کے آغاز کا اعلان فرمایا جو تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جرمن ترجمہ کے لئے محترم ہدایت اللہ صاحب ہیوبش حضور انور کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ جرمن مہمانوں نے بڑی تفصیل سے اسلام، اس کی تعلیم اور اس کے عملی نفاذ کے بارہ میں سوالات پوچھے جن کے حضور انور نے سمجھا سمجھا کر جوابات عطا فرمائے۔

اس دوران ایک خاتون نے مائیک پر آکر حضور سے ایک سوال پوچھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عرض کیا کہ میرے والد یہاں میرے ساتھ ہیں اور وہ بیمار ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ اس تقریب کے بعد میرے پاس اپنے والد محترم کو لے آئیں میں تفصیل سے ان کی بیماری کی کیفیت معلوم کر کے ان کے لئے دوا بھی تجویز کر دوں گا۔ چنانچہ حضور نے تقریب کے اختتام پر ان کو سٹیج پر بلایا اور ترجمان کے ذریعہ ان کی بیماری کا حال تفصیل سے سن کر ان کے لئے دوا تجویز فرمائی۔

(رپورٹ: محمد الیاس منیر)

بدھ، ۱۴/ مئی ۱۹۹۷ء:

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جرمنی میں تشریف لے جانے کی وجہ سے ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۶ جو ۸/ دسمبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔

جمعرات، ۱۵/ مئی ۱۹۹۷ء:

حسب پروگرام آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۷۲ کے نشر مکرر کا دن تھا لیکن حضور انور کا ۲/ مئی ۱۹۹۷ء کا ہالینڈ میں فرمودہ خطبہ جمعہ جو ابھی تک براڈکاسٹ نہیں ہو سکا تھا افادہ ناظرین اور سامعین کے لئے آج نشر کیا گیا۔

جمعتہ المبارک، ۱۶/ مئی ۱۹۹۷ء:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی کی وجہ سے آج بچوں کے ساتھ حضور انور کی کلاس نمبر ۸۴ جو ۴/ جنوری ۱۹۹۷ء کو نشر ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی

——— (ا۔م۔ج) ———

احمدی کا مبارک امتیازی نام

اور

سیاسی ملاؤں کی ایک حیرت انگیز نئی قلابازی

اے عزیزو اس قدر کیوں ہو گئے تم بے حیا
کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوفِ خدا

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

انیسویں صدی کے آخری سال کا واقعہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ۴؍نومبر ۱۹۰۰ء کو اشتہار دیا کہ ملک میں مردم شماری ہونے والی ہے جس میں ہر فرقہ اپنے لئے جو نام پسند کرتا ہے وہی نام سرکاری کاغذات میں لکھوائے گا۔ اس وقت تک پنجاب اور ہندوستان میں تیس ہزار مخلصین شامل ہو چکے تھے اس لئے حضرت اقدس علیہ السلام نے اس اشتہار میں اعلان فرمایا:

"وہ نام جو اس سلسلہ کے لئے موزوں ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں وہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے اور جائز ہے کہ **احمدی مذہب کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں۔"

اس نام کا پس منظر یہ بیان فرمایا کہ "ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے ایک محمد ﷺ اور ایک احمد ﷺ...... اسم محمد جلالی نام تھا...... لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے ...... اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے"۔

('اشتہار واجب الاظہار' بحوالہ مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود حصہ سوم صفحہ ۳۵۶-۳۶۶)

۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۵ء کو دہلی میں ایک صاحب نے حضرت اقدسؑ سے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے، آپ نے اپنے فرقہ کا نام احمدی کیوں رکھا ہے؟ یہ بات ھو سمّٰکم المسلمین (الحج:۷۹) کے برخلاف ہے۔ اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا:

"اسلام بہت پاک نام ہے اور قرآن شریف میں یہی نام آیا ہے۔ لیکن جیسا کہ حدیث شریف میں آ چکا ہے اسلام کے تہتر فرقے ہو گئے ہیں اور ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ انہی میں ایک رافضیوں کا ایسا فرقہ ہے جو سوائے دو تین آدمیوں کے تمام صحابہؓ کو سب و شتم کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے ازواجِ مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو برا کہتے ہیں۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ خارجی حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہتے ہیں اور پھر بھی مسلمان نام رکھاتے ہیں۔ بلادِ شام میں ایک فرقہ یزیدیہ ہے جو امام حسینؓ پر تبرہ بازی کرتے ہیں اور مسلمان بنے پھرتے ہیں۔ اسی مصیبت کو دیکھ کر سلف صالحین نے اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے تمیز کرنے کے واسطے اپنے نام شافعی، حنبلی وغیرہ تجویز کئے۔ آجکل نیچریوں کا ایک ایسا فرقہ نکلا ہے جو جنت، دوزخ، وحی، ملائک سب باتوں کا منکر ہے یہاں تک کہ سید احمد خاں کا خیال تھا کہ قرآن مجید بھی رسول کریم ﷺ کے خیالات کا نتیجہ ہے اور عیسائیوں سے سن کر یہ قصے لکھ دیئے ہیں۔ غرض ان تمام فرقوں سے اپنے آپ کو تمیز کرنے کے لئے اس فرقہ کا نام احمدیہ رکھا گیا"۔

مزید ارشاد فرمایا:

"ہم مسلمان ہیں اور احمدی ایک امتیازی نام ہے۔ اگر صرف مسلمان نام ہو تو شناخت کا تمغہ کیونکر ظاہر ہو۔ خدا تعالیٰ ایک جماعت بنانا چاہتا ہے اور اس کا دوسروں سے امتیاز ہونا ضروری ہے۔ بغیر امتیاز کے اس کے فوائد مترتب نہیں ہوتے اور صرف مسلمان کہلانے سے تمیز نہیں ہو سکتی۔ امام شافعیؒ اور حنبلؒ وغیرہ کا زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس وقت بدعات شروع ہو گئی تھیں۔ اگر اس وقت یہ نام نہ ہوتے تو اہل حق اور ناحق میں تمیز نہ ہو سکتی۔ ہزارہا گندے آدمی ملے جلے رہتے۔ یہ چار نام اسلام کے واسطے مثل چار دیواری کے تھے۔ اگر یہ لوگ پیدا نہ ہوتے تو اسلام ایسا مشتبہ مذہب ہو جاتا کہ بدعتی اور غیر بدعتی میں تمیز نہ ہو سکتی۔ اب بھی ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ گھر گھر ایک مذہب ہے۔ ہم کو مسلمان ہونے سے انکار نہیں، مگر تفرقہ دور کرنے کے واسطے یہ نام رکھا گیا ہے۔"

نیز فرمایا:

"جو لوگ اسلام کے نام سے انکار کریں یا اس نام کو عار سمجھیں، ان کو تو میں لعنتی کہتا ہوں۔ میں کوئی بدعت نہیں لایا۔ جیسا کہ حنبلی شافعی وغیرہ نام تھے ایسا ہی احمدی بھی نام ہے بلکہ احمد کے نام میں اسلام کے بانی احمد ﷺ کے ساتھ اتصال ہے اور یہ اتصال دوسرے ناموں میں نہیں۔ احمد، آنحضرت ﷺ کا نام ہے۔ اسلام احمدی ہے اور احمدی اسلام ہے۔ حدیث شریف میں محمدی رکھا گیا ہے۔ بعض اوقات الفاظ بہت ہوتے ہیں مگر مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ احمدی نام ایک امتیازی نشان ہے۔ آج کل اس قدر طوفان زمانہ میں ہے کہ اول آخر کبھی نہیں ہوا۔ اس واسطے کوئی نام ضروری تھا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک جو مسلمان ہیں، وہ احمدی ہیں۔"

(بدر ۳؍نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲-۴، بحوالہ ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد ۴ صفحہ ۵۰۰-۵۰۲ جدید ایڈیشن)

خدا تعالیٰ نے اس مبارک نام کو قبولیت کا ایسا عالمی شرف بخشا ہے کہ حیرت آتی ہے۔ مصر سے دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے نام سے ضخیم انسائیکلوپیڈیا شائع ہوئی ہے جس میں الاحمدیہ ہی کے زیر عنوان بہت قیمتی نوٹ چھپا ہے۔ علاوہ ازیں مجلۃ الازھر شعبان ۱۳۷۸ھ (فروری ۱۹۵۹ء) میں مدیر مذہبیات الدکتور محمد عبداللہ کے قلم سے جماعت احمدیہ کے جرمن قرآن پر تبصرہ کا آغاز ہی ان الفاظ سے کیا گیا ہے "نشرت ھذہ الترجمہ البعثۃ **الاحمدیہ**"۔

پاکستان میں "اردو انسائیکلوپیڈیا"، "اردو جامع انسائیکلوپیڈیا" اور "شاہکار انسائیکلوپیڈیا" بالترتیب فیروز سنز لاہور، غلام علی اینڈ سنز لاہور اور شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی کی طرف سے منظر عام پر آ چکے ہیں ان سب میں احمدی نام موجود ہے۔ حضرت قائد اعظم کی پریس ریلیز اخبار ڈان (DAWN) کی ۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں درج ذیل الفاظ میں چھپی:

"Ahmadiyya Community to support Muslim League"

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے لکھا "جہاں تک میں نے اس تحریک کے منشا کو سمجھا ہے احمدیوں کا اعتقاد ہے کہ مسیح کی موت ایک عام فانی انسان کی موت تھی"

('اقبال اور احمدیت' صفحہ ۹۰ مرتبہ بشیر احمد ڈار ناشر آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور)

پاکستان کے محقق و مؤرخ شیخ محمد اکرام صاحب ایم۔اے نے "موجِ کوثر" میں، جسٹس منیر اور جسٹس کیانی نے "رپورٹ تحقیقاتی عدالت" میں۔ جناب اصغر علی گھرال صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور نے اپنی کتاب "اسلام یا ملاّ ازم" میں بے دریغ احمدی ہی کا نام استعمال کیا ہے۔

پاکستانی پریس قیام پاکستان سے لے کر آج تک بے شمار مرتبہ یہ مبارک نام استعمال کر چکا ہے مثلاً "پاکستان ٹائمز" (۱۳؍نومبر ۱۹۸۰ء)، "مشرق" (۳۰ جون ۱۹۷۴ء) "نوائے وقت" (۱۲؍اپریل ۱۹۶۰ء)، ہفت روزہ "رضاکار" لاہور (۲۴ مئی ۱۹۷۳ء)۔

احمدیت کے مخالف لٹریچر میں بھی مدت سے احمدی نام کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ جناب ملک محمد جعفر خان نے احمدیت کی مخالفت میں جو کتاب لکھی ہے اس کا نام ہی "**احمدیہ تحریک**" رکھا ہے۔

مفکر احرار چوہدری افضل حق نے "فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیوں" میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کو زبردست خراج تحسین ادا کرتے ہوئے انہیں احمدی کے ہی نام سے یاد کیا ہے۔ مولوی ظفر علی خان مدیر "زمیندار" نے ۱۹؍مارچ ۱۹۳۶ء کو تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

"احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلب زر کے لئے ڈھونگ رچا رکھا ہے۔"

(تحریک مسجد شہید گنج صفحہ ۱۶۹۔ مؤلف جانباز مرزا)

نامور اہل حدیث عالم میر ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے "پیغام ہدایت در تائید پاکستان و مسلم لیگ" کے صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ پر کئی بار احمدی کا لفظ استعمال کیا۔ نیز لکھا:

"احمدیوں کا اس اسلامی جھنڈے (تحریک پاکستان مراد ہے۔ ناقل) کے نیچے آ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔"

"اور اس امر کا اقرار کہ احمدی اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہیں، مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی ہے"

یہ حیرت انگیز واقعہ مجسٹریٹ درجہ اول کوئٹہ کے ریکارڈ میں محفوظ ہے کہ نام نہاد "مجلس تحفظ ختم نبوت" کے مولوی تاج محمد صاحب نے ۲۱؍دسمبر ۱۹۸۵ء کو بیان دیا کہ:

"یہ درست ہے کہ حضور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جو آدمی نماز پڑھتا تھا، اذان دیتا تھا یا کلمہ پڑھتا تھا اس کے ساتھ مشرک یہی سلوک کرتے تھے جو اب ہم احمدیوں سے کر رہے ہیں۔"

غرضیکہ کہاں تک بیان کیا جائے احمدی کا مبارک نام عرب و عجم اور احمدی اور غیر احمدی حلقوں میں قریباً ایک صدی سے استعمال ہو رہا ہے اور جماعت احمدیہ کی دائمی پہچان اور شناخت بن چکا ہے۔ اس ضمن میں قارئین الفضل کو یہ چونکا دینے والا انکشاف یقیناً ورطہ حیرت میں ڈال دے گا کہ سیاسی ملاؤں نے ۱۹۵۲ء کی ایجی ٹیشن کے دوران یہ فتویٰ دیا کہ:

"**مرزائی چونکہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی بجائے احمدی کہلاتے ہیں ...... لہٰذا حکومت کا فرض ہے کہ وہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔**"

(احراری اخبار "آزاد" لاہور ۱۱؍ستمبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۹ کالم ۲، مطالبہ نمبر)

اس ضمن میں مولوی عبدالحامد بدایونی صاحب نے ۹ جولائی ۱۹۵۲ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر عنوان آرام باغ میں جو تقریر کی اس کا خلاصہ اخبار "آزاد" ۱۳؍جولائی ۱۹۵۲ء نے صفحہ نمبر ایک پر پہلی سطر میں نہایت درجہ جلی قلم سے حسب ذیل الفاظ میں شائع کیا:

"مرزائی اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی بجائے احمدی کہلاتے ہیں ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں"۔

نیز رپورٹ میں مزید لکھا کہ:

"آپ نے اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی دلیل یہ ہے کہ مرزائیوں نے اپنے آپ کو کبھی مسلمان نہیں کہلایا وہ خود اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں۔"

(صفحہ ا کالم ۲)

اب ان سیاسی ملاؤں کی حالیہ قلابازی ملاحظہ ہو کہ پچھلے دنوں پاکستان کی نگران حکومت نے جب یہ شوشہ چھوڑا کہ پاکستانی سفارتخانوں کو یہ ہدایت کی جا رہی ہے کہ پاسپورٹوں میں قادیانی کی بجائے احمدی کا لفظ استعمال کیا جائے تو پاکستان کے علاوہ برطانیہ میں مقیم سیاسی ملاؤں نے بھی ایک زبردست ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ اس ضمن میں روزنامہ جنگ لندن ۱۴ جنوری ۱۹۹۷ء نے صفحہ ۷ پر ایک مفصل رپورٹ شائع کی جس کی دوہری سرخی یہ تھی:

"قادیانیوں کو احمدی لکھنے کے فیصلے پر برطانیہ بھر کے علماء کا احتجاج۔ نگران حکومت نے فیصلہ واپس نہ لیا تو مسلمان باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

ماں

(مقصود احمد طاہر۔ ربوہ)

جسمانی رشتوں میں ماں کا مقام و مرتبہ سب رشتوں سے بڑھ کر ارفع و اعلیٰ ہے۔ جس کا راز اس عظیم ہستی کو عربی زبان میں نازل فرمائے گئے، قرآن کریم میں امّ قرار دئے جانے میں مضمر ہے۔ چنانچہ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ عربی زبان میں صرف الف ساکن ہوتا ہے اور اسے عربی قواعد کے مطابق متحرک کرنے کے لئے اس پر ہمزہ لگایا جاتا ہے۔ اور اس صورت میں اسے ہمزہ ہی پڑھا جاتا ہے۔ اس لئے عربی کے لفظ امّ کا صرف "الف" ساکن فرض کر لیا جائے تو باقی "م" رہ جاتا ہے۔ اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا کی ہر زبان میں ماں کے تلفظ میں حرف "م" قدر مشترک ہے۔ جیسے امّ، امّی، ممّی، امّاں، ماں، ماما یا مما۔ مدر (Mother) مادر، ماتا، مادرے، ماتے، مو وغیرہ جس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کی ہر زبان میں مستعمل "ماں" کا لفظ عربی زبان میں "ام" سے مشتق ہے کیونکہ صرف عربی زبان ہی وہ زبان ہے جس میں کسی چیز کا نام اس کی مسمیات اور خصوصیات کی بناء پر رکھا جاتا ہے۔ جو کہ اس کی حقیقت اور ذات کو بزبان حال بھی بیان کرے۔ جیسا کہ عربی میں خود لفظ اسم کا مادہ س۔م۔و، ہے اور اسکے بنیادی معنی کسی ایسی علامت کے ہیں جس سے متعلق چیز پہچانی جائے اور یہ بھی کہ ماں انہی معنوں میں دنیا کی ہر قوم میں جسمانی رشتوں کے لحاظ سے بلند ترین مقام رکھتی ہے جو مفہوم عربی زبان میں لفظ ام کا بیان ہوا ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اگرچہ قرآن کریم میں اپنے بعد ماں اور باپ ہر دو کا شکر ادا کرنے اور ان سے احسان کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ لیکن ماں کو اس سلسلہ میں باپ پر اولاد کے نزدیک فضیلت عطا فرمائی ہے۔ جیسا کہ ماں کے ضمن میں فرمایا کہ اس نے اسے زمانہ حمل میں کمزوری کے ایک دور کے بعد کمزوری کے دوسرے دور میں اٹھایا۔ نیز اسے دو سال تک اپنی چھاتیوں سے دودھ پلایا۔ چنانچہ اس امر کی مؤید مندرجہ ذیل حدیث ہے:

﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا "تمہاری ماں" سوال کرنے والے نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔ سوال کرنے والے نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں چوتھی مرتبہ سوال کے جواب میں فرمایا تمہارا باپ﴾ (مشکوٰۃ)۔

اس حدیث پاک سے شارحین حدیث اور علماء نے استنباط کیا ہے کہ حسن سلوک اور احسان میں ماں کا حق تین حصہ ہے اور باپ کا ایک حصہ ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ ماں اولاد کے لئے تین مشقتیں برداشت کرتی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص قابل مذمت اور بدقسمت ہے جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو سکا" (مسلم کتاب البر والصلۃ)۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور رزق میں فراوانی ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے۔ (مسند احمد بن حنبل)۔

مندرجہ بالا احادیث میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات کو پڑھ کر کونسی اولاد ہو گی جو اپنے بوڑھے والدین کی کماحقہ خدمت کر کے لمبی عمر اور فراوانی رزق کی خواہاں نہ ہو اور جنت کی متمنی نہ ہو۔ اگرچہ وہ کسی بھی صورت میں ان کے ایک سانس کا حق بھی ادا نہیں کر سکتی تاہم اگر اس نے اپنے زندہ والدین کی مقدور بھر کماحقہ خدمت کی ہو تو ایسی اولاد والدین کی وفات کے بعد بھی صدقہ جاریہ بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے سب اعمال ختم ہو جاتے ہیں لیکن تین چیزوں کا نفع اسے پہنچتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ۔ دوسرا ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہیں۔ تیسرا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے (مشکوٰۃ المصابیح)

چنانچہ ایسا ہی نیک اولاد کے لئے (جو باوجود اپنے زندہ والدین کی کماحقہ خدمت کرنے کے بھی دل میں ایک کسک سی محسوس کرتی ہیں کہ کاش ان کے والدین اور زندہ رہتے تو وہ ان کی پہلے سے بھی بڑھ کر خدمت کرتے) ان کے فوت شدہ والدین سے بھی حسن سلوک کرنے اور ادائیگی حقوق کے کچھ اسلوب آنحضرت ﷺ نے احادیث میں بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ ان میں ایک حدیث یہ ہے:

حضرت ابواسید المساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں قبیلہ بنی مسلم کا ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے ماں باپ کی وفات کے بعد بھی کوئی ایسی نیکی ہے جو میں کر سکوں؟ فرمایا ہاں

۱۔ ان کے لئے رحمت کی دعا کرنا (جس میں نماز جنازہ بھی شامل ہے)۔

۲۔ ان کے لئے مغفرت و بخشش کی دعا کرنا۔

۳۔ ان کے عزیز و اقارب سے اسی طرح صلہ رحمی کرنا جس طرح وہ والدین اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

٤۔ ان کے بعد ان کے عہد کو نافذ کرنا جس کو وہ انجام دینا چاہتے تھے۔ (عہد نافذ کرنا سے مراد حج بدل، صدقہ و خیرات اور والدین پر باقی رہ گئے قرض کی ادائیگی بھی ہے۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی برالوالدین)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں اپنے والدین کی (ان کے بقید حیات ہونے کی صورت میں) کماحقہ خدمت اور شکر ادا کرنے اور ان سے حسن سلوک کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی وفات کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے، ان کے عہد کو نافذ کرنے اور ان پر باقی رہ گئے قرض کو ادا کرنے نیز ان کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنے کی صورت میں صدقہ جاریہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں خلافت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہم پر یہ جو احسان عظیم ہے کہ جماعت احمدیہ میں چندوں کا ایک باقاعدہ نظام ہے جن میں خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور اسی کی مشیت کے مطابق خلیفہ وقت کے حکم کے تحت ذیلی مدات کی ایسی تحریکات جاری ہیں جن میں ہم اپنے فوت شدہ والدین و عزیزان کی طرف سے چندہ جات جمع کروا کے اپنے آباؤ اجداد کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ و تابندہ رکھ سکتے ہیں۔

☆☆☆..........☆☆☆

اگر آپ کے زیر مطالعہ کوئی ایسی کتاب. رسالہ یا مضمون ہے جس کے متعلق آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا تعارف قارئین الفضل کے لئے ازدیاد علم اور دلچسپی کا موجب ہو گا تو حسب حال اس کا خلاصہ یا اس کے اہم اقتباسات (مع مکمل حوالہ) یا اس پر تبصرہ لکھ کر ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

بقیہ...... احمدی کا مبارک امتیازی نام از صفحہ ۲

میدان میں آنے پر مجبور ہوں گے۔ دینی رہنماؤں کا رد عمل"

ازاں بعد لندن کے اخبار "دی نیشن" ۲۴ تا ۳۰/ جنوری ۱۹۹۷ء کے صفحہ ۵ پر لندن کی مرکزی جماعت اہل سنت کی اپیل پر "یوم تاجدار ختم نبوت" منائے جانے کی خبر اشاعت پذیر ہوئی جس میں کہا گیا کہ:

"قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو پھر انہیں شعائر اسلام استعمال کرنے کی اجازت دینا تعلیمات مصطفوی سے انحراف ہے۔"

بالفاظ دیگر "احمدی" کا نام شعائر اسلام میں سے ہے اس لئے جماعت احمدیہ کے لئے اس کا استعمال تعلیمات مصطفوی سے انحراف کے مترادف ہے۔ حالانکہ ایک صدی سے خود ان حضرات کے اکابر و اصاغر یہ نام استعمال کرتے آ رہے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر امت مسلمہ "یوم تاجدار ختم نبوت" منانے والے سیاسی ملاؤں اور طالع آزماؤں سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہے کہ وہ اعلان کریں کہ **جماعت کے لئے احمدی کا لفظ استعمال کرنے والوں کو کیا تعلیمات مصطفوی سے منحرف اور باغی قرار دیتے ہیں؟؟** علامہ شبلی نعمانی نے کیا خوب کہا تھا

کرتے ہیں مسلمانوں کی تکفیر شب و روز
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

پاکستان کے فاضل ادیب و کالم نویس جناب عنایت حسین صاحب بھٹی نے روزنامہ "پاکستان" لاہور (۲۰ جنوری ۱۹۹۷ء) میں سیاسی ملاؤں کے اس طرز عمل پر ایک نہایت دلچسپ تبصرہ کیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"مولوی صاحبان نے احتساب کرانے کا بیڑہ اٹھایا تھا اور الیکشن سے لاتعلقی کا اعلان فرمایا۔ وہ احمدی اور قادیانی مسئلہ میں الجھ گئے یا الجھا دیے گئے اور حسب سابق پٹڑی سے اتر گئے۔ لیکن مولوی حضرات سے ایک سوال کرنے کی جرأت کروں گا کہ قادیانی سوائے پاکستان کے پوری دنیا میں احمدی کہلاتے ہیں۔ پورے افریقہ میں ان کے مشن ہیں جو لوگوں کو تبلیغ کر کے ان کے مذاہب تبدل کر کے ان کو احمد کا نام دیتے ہیں۔ پورے یورپ اور دیگر ممالک میں وہ احمدی کہلاتے ہیں حتیٰ کہ بھارت میں بھی ان کو احمدی کہا جاتا ہے۔ مگر صرف پاکستان میں احمدی نہ کہا گیا تو کیا فرق پڑے گا۔ یہاں ایک لطیفہ سنئے کہ فیصل آباد کے گھنٹہ گھر پر ایک سکھ چڑھ گیا اور بارہ بجنے میں پانچ منٹ پر اس نے گھڑیال کا پنڈولم پکڑ لیا اور کہنے لگا اب میں زیادہ نہیں بجنے دوں گا۔ لوگ ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ سردار جی جب ساری دنیا کی گھڑیوں پر بارہ بج جائیں گے تو اگر ایک گھڑیال میں نہ بجے تو کیا فرق پڑے گا۔ **مولوی حضرات سے گزارش ہے کہ قرآن میں ارشاد پروردگار ہے لا اکراہ فی الدین دین میں جبر نہیں، آپ سیاست کو چھوڑ کر دین کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے۔ لوگوں کو دلائل سے قائل کیجئے کہ صحیح اسلام کیا ہے، دنیا میں اپنے تبلیغی مشن بھیجیں تاکہ لوگ صحیح دین سے متعارف ہوں، ڈنڈے سے کام تو وہ لیتا ہے جس کے پاس دلائل نہ ہوں۔"**

SATELLITE WAREHOUSE
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey HU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

استغفار گناہوں کے احتمالات سے بچنے کے لئے خدا کی مدد مانگنا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۱ر اپریل ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۱ر شہادت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–
و هوالذى يقبل التوبة عن عباده و يعفوا عن السيأت و يعلم ما تفعلون–
و يستجيب الذين امنوا و عملوا الصٰلحٰت و يزيدهم من فضله والكٰفرون لهم عذاب شديد–
(سورہ الشوریٰ آیات ۲۶، ۲۷)

توبہ اور خالص عبادت کے مضمون کے سلسلے میں میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھا تھا جس کی ابھی چند سطور پڑھی تھیں کہ جمعہ کا وقت ختم ہو گیا اور اس سوال پر میں پہنچا تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اٹھایا کہ اب سوال یہ ہے کہ زہر کیوں بنایا گیا- یعنی اگر گناہ زہر ہی ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلے لکھ چکے ہیں کہ زہر ہے جس کا ایک تریاق بھی ہے- زہر گناہ ہے تو تریاق توبہ ہے- اگر سچی توبہ کی جائے تو جس طرح اچھا تریاق زہر کے ہر بد اثر کو مٹا دیتا ہے اور کالعدم کر دیتا ہے اسی طرح سچی توبہ گناہ کے ہر بد اثر کو کلیتہً مٹا ڈالتی ہے لیکن تریاق حقیقی اور صحیح ہونا چاہئے-

اس ضمن میں جب آپ نے زہر کی مثال دی تو ساتھ فرمایا "اب سوال یہ ہے کہ زہر کیوں بنایا گیا تو جواب یہ ہے کہ گویہ زہر ہے مگر کشتہ کرنے سے حکم اکسیر کا رکھتا ہے"- اب زہر کو کشتہ کرنے کا جو مضمون ہے اس کے نتیجے میں جو فائدہ پہنچتا ہے یہ وہ بنیادی مضمون ہے جس کو کھول کر بیان کرنے کی ضرورت ہے اور غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس سے نفس انسانی کی اصلاح کے بہت سے رستے کھلیں گے اور بڑی وضاحت کے ساتھ آپ کو معلوم ہو گا کہ ہم نے کس راہ پہ قدم رکھنا ہے- حکماء کا ایک طریق یہ ہے کہ زہر کو اتنا جلا دیتے ہیں اور ہر زہر کو جلانے کے الگ الگ طریقے مقرر ہیں، اتنا جلا دیتے ہیں کہ یہ بات قطعی اور یقینی ہو جائے کہ زہر اپنا بد اثر نہیں دکھا سکتا لیکن ایک دھمکی سی دیتا ہے، ڈراتا ہے کہ میں یہ کرنے والا ہوں اور اس ڈر کے نتیجے میں انسانی دفاع بیدار ہو جاتا ہے- اور جب انسانی دفاع بیدار ہوتا ہے تو نہ صرف یہ کہ اس زہر پر قابو پاتا ہے بلکہ اس زہر سے ملتی جلتی ہر قسم کی بیماریوں پر قابو پانے کی صلاحیت پا جاتا ہے اور یہ صلاحیت جو ہے پھر ہمیشہ اس کے مختلف مواقع پر کام آتی رہتی ہے- زہر جس کو تریاق بنایا گیا، جس کو کشتہ کیا گیا وہ تو وقتی طور پر دیا جاتا ہے اور پھر اپنا ایک اثر چھوڑ کر وہ اس مضمون سے الگ ہو جاتا ہے اس کی ضرورت ہمیشہ باقی نہیں رہتی مگر جو فائدہ پہنچا دیتا ہے وہ ہمیشہ باقی رہتا ہے- پس جو لوگ زہر کا تریاق کھاتے رہتے ہیں ان کے اندر زیادہ بڑے زہر کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت بڑھتی چلی جاتی ہے، پس صلاحیت کا مطلب ہے اس کا اثر نہیں ہونے دیتے یعنی بد زہر اپنا اثر دکھانے میں ناکام رہتا ہے- یہ وہ لطیف اور باریک مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ایک فقرے میں بیان فرمایا "مگر کشتہ کرنے سے حکم اکسیر کا رکھتا ہے"-

اب سوال یہ ہے کہ گناہ سے تریاق کا فائدہ اٹھانا کیسے ممکن ہے- سوائے اس کے ممکن نہیں کہ گناہ کو اتنا پیسا جائے اور اس کی ایسی مخالفت کی جائے کہ اس کو اپنے نفس پر غلبے سے معذور کر دیا جائے- اس کو اہل ہی نہ رہنے دیا جائے کہ وہ آپ کے نفس پر غلبہ پا سکے- وہ تریاق ہے جو آپ کے کام آئے گا اور آپ کی اعلیٰ صلاحیتوں کو بڑھائے گا اور یہی سچی توبہ کا مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ایک فقرے میں بیان فرمادیا-

پھر فرماتے ہیں "اگر گناہ نہ ہوتا تو رعونت کا زہر انسان میں بڑھ جاتا اور وہ ہلاک ہو جاتا"- اب یہ دوسری دلیل ہے اور یہ بھی بہت توجہ سے سننے کے لائق اور سمجھنے کے لئے غور کی ضرورت ہے-

فرماتے ہیں "اگر گناہ نہ ہوتا تو رعونت کا زہر انسان میں بڑھ جاتا" یعنی گناہ محض اس لئے نہیں ہے کہ تم اس کو کشتہ کرتے چلے جاؤ اور اس سے فائدہ اٹھاؤ- اگر گناہ ہوتا ہی نہ تو پھر کشتہ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی- تو اس کا یہ دوسرا پہلو جو ہے اس کا جواب آپ نے دیا ہے جو بہت باریک ہے اسے غور سے سمجھنا چاہئے- فرماتے ہیں اگر گناہ کا زہر نہ ہوتا تو رعونت کا زہر ضرور ہوتا اس لئے مفر ہی نہیں ہے تو رعونت سے بچانے کے لئے گناہ ضروری ہے- اب اس عبارت کو اگر سرسری نظر سے آپ پڑھیں گے تو اس کے نتیجے میں بہت سے ایسے اعتراض اٹھ سکتے ہیں جو ناقابل حل ہوں گے-

اگر معصومیت تکبر پیدا کرتی ہے تو فرشتوں میں تکبر کیوں پیدا نہ ہوا- انسان سے پہلے تو فرشتے تھے اور وہ معصوم تھے- **تکبر کا سب سے پہلا الحاق شیطان سے ہوا ہے جس کو قرآن نے کھول کر بیان فرمایا کہ وہ فرشتہ نہیں تھا وہ ایک ایسی مخلوق تھی جس میں بغاوت کا مادہ موجود تھا، جو گناہ کی جڑ ہے جس سے باقی سب گناہ پھوٹتے ہیں-** تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اگر گناہ نہ ہوتو تو رعونت کا زہر انسان میں بڑھ جاتا"- فرشتہ تو انسان ہے نہیں اس کے اندر معصومیت ان معنوں میں نہیں کہ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا- پس اگر گناہ کا وجود نہ ہوتا اور گناہ کی صلاحیت انسان میں موجود ہوتی تو پھر تکبر پیدا ہوتا-

پس شیطان نے جو پہلا گناہ کیا ہے وہ اس صلاحیت کی وجہ سے کیا ہے اور اس صلاحیت کا غلط استعمال ہوا- اگر اس کا صحیح استعمال ہوتا تو شیطان بہت معزز ہو جاتا- جس طرح انسان فرشتوں سے بھی آگے بڑھ گیا اسی اصول کے تابع شیطان بھی خدا سے جزا پاتا کیونکہ گناہ کی صلاحیت موجود تھی اس سے باز رہنا اور اس پر غلبہ پانا یہ اس کو نصیب نہیں ہو سکا اور وہ اندھادھند اس کا شکار ہو گیا- تو گناہ کا فلسفہ جو ہے وہ بہت باریک فلسفہ ہے اور اگر اسے نہ سمجھیں تو بہت سی عبارتیں ہیں جن سے انسان فائدے کی بجائے نقصان بھی اٹھا سکتا ہے-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں گویا کہ حدیث ہے جس کا تفصیلی حوالہ تو نہیں مگر مضمون رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی منسوب ہوا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ مخلوق میں یہ دیکھتا کہ اس میں کوئی گناہ باقی نہیں رہا تو اس مخلوق کو مٹا دیتا اور ایک اور مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور پھر گناہ اور توبہ کا سلسلہ از سرِ نو شروع ہو جاتا- اب یہ جو سوال ہے یہ بہت ہی عجیب سا ہے اور بہت الجھنیں پیدا کرنے والا دکھائی دیتا ہے مگر جو بات میں اب بیان کر چکا ہوں اگر اس کی طرف واپس لوٹیں تو اس سوال کی بالکل صاف سمجھ آجاتی ہے کہ جواب کیا ہے- فرشتے بھی تو وہی تھے جو گناہ نہیں کرتے تھے اور گناہ نہ کرنے کی وجہ ان کی گناہ کرنے کی صلاحیت کا فقدان تھا- پس اگر انسان میں بھی ایسی حالت ہوتی کہ گویا وہ صلاحیت سے محروم ہو جاتا اور ہر طرف نیکی ہی نیکی دکھائی دیتی تو انسان اپنے پیدائش کے مقصد کو کھو دیتا اور اس کی پیدائش کا مقصد جو مسلسل

ترقی دینا ہے وہ اسے حاصل نہ رہتا اس لئے اس کو مٹایا جاتا ورنہ گناہ دیکھنے کا شوق تو نہیں ہے اللہ تعالیٰ کو۔ اور محض یہ سمجھ لینا کہ بخشش کے اظہار کی خاطر وہ گناہ کرواتا ہے یہ درست نہیں ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر بخشش کا وہ معنی درست نہیں جو عرف عام میں سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو بھی چھیڑا ہے اور بخشش کا صحیح معنی بیان فرمایا جس کے نتیجے میں یہ اعتراض اٹھ جاتا ہے۔

تو یہ خلاصہ کلام ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت کا جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے۔ یعنی عبارت مختصر لیکن اس کی مختصر تفصیل میں نے آپ کے سامنے کھولی ہے۔ فرماتے ہیں "اگر گناہ نہ ہوتا تو رعونت کا زہر انسان میں بڑھ جاتا۔ رعونت کا زہر گناہ کی صلاحیت کی بناء پر پیدا ہوتا ہے نہ کہ اس کے بغیر"۔ اگر فرشتوں میں گناہ نہیں تھا اس کے باوجود رعونت نہیں ہوئی اس لئے کہ گناہ کی صلاحیت نہیں تھی۔ پس فرمایا انسان کو فطرتاً ایسا بنایا گیا ہے کہ اس میں گناہ کی صلاحیت رکھ دی گئی ہے۔ پھر اگر وہ گناہ نہ کرتا اور کلیتہً پاک ہوتا تو اس میں رعونت کا زہر بڑھ جاتا۔ اب ایک مقام ایسا ہے جس کی طرف انسان کی نظر پھرتی ہے اور وہ مقام مصطفیٰ ہے ﷺ اور درجہ بدرجہ دیگر انبیاء کا بھی یہ مقام ہے لیکن ان میں فرق ہے آپس میں۔ لیکن بنیادی طور پر انبیاء کی معصومیت ان کو دوسروں سے الگ کرتی ہے تو پھر ان میں تکبر کیوں پیدا نہیں ہوتا؟

اگر گناہ کی صلاحیت کے باوجود گناہ نہ کرنے کے نتیجے میں تکبر پیدا ہونا تھا اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے گناہ کے امکانات کو کھلا رکھا، احتمالات کو کھلا رکھا تاکہ انسان اس سے بچے اور ترقی کرے، اگر ترقی کرے اور معصوم ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں تو کلّی معصومیت جو ہے وہ پھر کبر پیدا کر دیتی ہے تو پھر انبیاء میں کیوں نہ ہوا، وہ کیوں تکبر سے بچ گئے۔ یہاں استغفار ہے جو اپنا عمل دکھاتا ہے جس کی صحیح تفسیر سمجھنے کے نتیجے میں پھر یہ سارے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ استغفار کرتے تھے اور یہی بات ہے جس پر آپ نے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، اس عبارت کو اپنے درجہ کمال تک پہنچا دیا، فرمایا "جب نبی معصوم ستر بار استغفار کرے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے"۔

اب معصومیت کو تکبر سے بچانے کے لئے استغفار لازم ہے اور استغفار گناہوں کے احتمالات سے بچنے کے لئے خدا کی مدد مانگنا ہے۔ پس معصومیت وہ تکبر بنتی ہے جس میں انسان اپنے وجود پر انحصار کرتے ہوئے اپنی نیکیوں کی وجہ سے گناہوں سے بچنے کا وہم دل میں لاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دیکھو میں نے تو مقابلہ کیا میں تو فلاں ابتلاء میں پڑا اور صاف سلامت نکل آیا، یہ وہ تکبر ہے جس کے نتیجے میں گناہ نہ ہو تو ہلاکت کا موجب بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہلاکت کا موجب بن جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کو اگر لطیف نظر سے نہ دیکھا جائے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو عطا ہوئی اور بار بار پڑھ کر ان میں غور کر کے ان کی حقیقت کو نہ پایا جائے تو کئی سوال جو حل ہوتے ہیں اپنے ساتھ اور سوال اٹھا دیتے ہیں جو ناقابل حل دکھائی دیتے ہیں۔

پس معصومیت فی الحقیقت معصومیت اسی حد تک ہے جس حد تک استغفار کے سہارے قائم ہے جس حد تک انکسار اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ جہاں معصومیت میں بڑائی کا پہلو آ جائے اور اپنی خود پرستی کا مضمون داخل ہو جائے وہیں وہ معصومیت عظیم گناہ بن جاتی ہے بلکہ عام گناہوں سے بڑھ کر گناہ۔ یہ تو وہ موازنہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا کہ گناہ نہ ہوتا تو تکبر ہوتا۔ وہ چونکہ چند لفظوں میں بیان فرمایا ہے اس لئے پڑھنے والے کو سمجھ نہیں آتی بسا اوقات۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو میری تحریرات کو تین دفعہ نہیں پڑھتا غور سے، وہ متکبر ہے۔ اب اس کو بھی لوگ صحیح نہیں سمجھ سکے۔ ساری تحریرات کو لازماً تین دفعہ پڑھنا ہرگز مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ میری تحریرات میں گہرے مضامین ہیں اگر انسان ایک نظر ڈال کر یہ سمجھ بیٹھے کہ اب مجھے حاجت نہیں رہی وہ تکبر ہے۔ لیکن بسا اوقات تین دفعہ پڑھ کر چھوڑ دینا بھی تکبر بن جاتا ہے کیونکہ بعض تحریریں ایسی ہیں جن کو بہت گہرے غور سے دیکھنا پڑتا ہے اور اس یقین کے ساتھ دیکھنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ اگر تضاد نہیں ہے تو جو تضاد دکھائی دیتا ہے وہ دور ہونا چاہئے اور تضاد زبردستی دور نہیں ہوا کرتا، جھوٹ سے تضاد کو دور نہیں کیا جا سکتا۔ آنکھیں بند کر کے خطرے کو ٹالا نہیں جا سکتا اس لئے سچائی کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات میں ڈوبیں اور اس سے قطع نظر کہ آپ پر حل ہوئی ہیں کہ نہیں سچائی کا دامن نہ چھوڑیں۔ جب سچائی کے ساتھ، اس کی روشنی کے ساتھ آپ تلاش کریں گے تو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات ہی میں ان کے جوابات بھی مل جائیں گے۔ اور اگر زبردستی یا اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں میری گستاخی نہ ہو گئی ہو اپنے وہم، اپنے خیال، اپنے سوال پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں گے تو یہ استغفار نہیں ہے یہ اندھیرا ہے اور گناہ کا اندھیرا ہے۔ پس اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں جہاں عظیم مضامین بیان ہوئے ہیں وہاں ساتھ ساتھ خطرات بھی لاحق ہیں اور ان خطرات سے بچ کر قدم رکھنا یہ سب سے اہم بات ہے اور اسی کے نتیجے میں اعلیٰ ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔

اب ایک سوال اور اٹھتا ہے کہ گناہ کو پیدا کر کے ماحصل کیا ہے اس کا۔ اگر گناہ سے بچ جانا تکبر ہے، جیسا کہ میں نے بیان کیا یہ تکبر نہیں ہے، گناہ سے اللہ کے سہارے بچنا اور اپنے اوپر انحصار نہ کرنا، خدا کی رحمت پر انحصار کرنا گناہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اس فائدے کی طرف توجہ دلاتا ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تریاق کے مضمون میں بیان فرمایا ہے۔ جب انسان گناہ کی حقیقت سے واقف ہو جائے اور گناہ کے مادے کو اتنا پیس ڈالے کہ لازماً وہ اپنے بد اثر سے انسان کو مجروح نہ کر سکے کلیتہً اس کے نقصان کی صفات مٹ چکی ہوں اس صورت میں انسان کے اندر ترقی کی راہیں کھلتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی راہیں کھلتی ہیں، اگر اس کا تریاق بنانا اللہ کے فضل اور اس کے سہارے اور اس کی دعاؤں کے نتیجے میں ہو ورنہ نہیں کھلیں گی۔

اگر انسان یہ کہے کہ میں نے اپنے گناہ کو پیس ڈالا ہے تو اس کو ترقی کی کون سی راہ نصیب ہو گی وہ تو بالآخر شیطان بن کر اپنی عمر ضائع کرے گا۔ لیکن اگر گناہ پر غلبہ ہمیشہ ذہن میں یہ خیال ڈالے کہ میرے خدا نے توفیق دی، قدم قدم، لحہ لحہ اس کے سہارے میں گناہ سے بچا ہوں تو یہ وہ نبی معصوم والی کفیت ہے ستر بار استغفار والی۔ **آنحضرت ﷺ کا جو مسلسل استغفار تھا اس استغفار کے ذریعے آپؐ بلندیوں میں سفر کرتے رہے اور وہ بلندیوں کا سفر ہمیشہ جاری رہا۔ وہ اتنا عظیم بلندیوں کا سفر تھا کہ خاک ثریا سے بھی آگے نکل گئی** اور جہاں سب سے اعلیٰ مخلوق فرشتوں کی پر مارنے کی طاقت نہیں تھی وہاں آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے رسائی بخشی اور اپنا وہ عرفان عطا کیا جو جبرائیل کو بھی نہیں تھا جو وحی لاتا ہے اور یہ سارا عرفان گناہ کے رد عمل میں اس کے خوف سے، اس سے بچنے کی کوشش سے استغفار کے نتیجے میں نصیب ہوتا ہے۔

پس لحہ لحہ پھونک پھونک کر قدم رکھنا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا یہ وہ ترقی کی راہیں ہیں جو گناہ سے پھوٹتی ہیں۔ **پس گناہ کا وجود اس کے کرنے کے لئے ضروری نہیں، اس سے بچنے کے لئے ضروری ہے۔** جب اللہ فرماتا ہے میں گناہ کو پیدا کرتا تو اس لئے نہیں کہ گناہ میں لوگ ملوث ہوں، اس لئے کہ گناہ سے بچنے کی کوشش انسان کو لامتناہی ترقیات عطا فرما دے۔ اب اس فلسفے کو

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SCHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر، پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلی فون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں۔

آج ہی رابطہ کیجئے

CH. IFTIKHAR & BROTHERS

TEL : 04504-201

FAX & TEL : 04504-202

مزید سمجھنے کے لئے بیماری اور شفا کا مضمون ہے جو آپ پیش نظر رکھ سکتے ہیں- بیماری خدا نے پیدا ہی کیوں کی جیسا کہ گناہ کے متعلق سوال اٹھتا ہے گناہ پیدا ہی کیوں کیا- اگر بیماری پیدا ہی نہ ہوتی تو شفا کے لئے انسان کی کوشش کرنا اور اس کے بدن کا ارتقاء جو بیماریوں سے دوری کا سفر ہے یہ ممکن ہی نہیں تھا-

وہ زندگی کی شکل جو آغاز میں ایک ادنیٰ، معمولی، ذلیل سے کیڑے کی حیثیت رکھتی ہے وہ مصیبتوں اور بیماریوں کی وجہ سے ترقی کی ہے- اب آنکھ کی روشنی کیوں نصیب ہوئی- آنکھ کی روشنی کا نہ ہونا ایک بیماری ہے جس کے نتیجے میں انسان دکھ میں مبتلا ہوتا ہے- سو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ٹکریں مارتا ہے، اپنی غذا کا پتہ نہیں کہاں پڑی ہوئی ہے، زہر پہ مونہہ مارلے گا، غلط جگھوں پہ قدم رکھے گا- غرضیکہ بصارت حقیقت میں ایک شفا ہے اور اس کا فقدان بیماری ہے- لیکن یہ بصارت بیماری کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے کیونکہ زندگی نے جب آنکھ کے بغیر سفر شروع کیا ہے تو لاکھوں، کروڑوں، اربوں ٹھوکریں کھائی ہیں اور ہر ٹھوکر کے نتیجے میں ایک شعور بیدار ہوا ہے، ایک ٹھوکر کے مقام کو پہچاننے کی صلاحیت پیدا ہوئی ہے وہ صلاحیت کروڑہا سال میں ترقی کرتے کرتے اچانک آنکھ کی شکل میں رونما ہوئی- اور یہ ایک ایسا سفر تھا جس کو خدا تعالیٰ نے باقاعدہ آرگنائز کیا ہے مگر تکلیف کا ازالہ کرنا صرف تکلیف سے بچنے کی صورت نہ بنی بلکہ ایک ایسی چیز عطا ہو گئی جو اس کی لامتناہی ترقیات کا ایک ذریعہ بن گئی-

اگر نظر کو انسانی زندگی سے آپ نکال لیں تو انسانی علمی ترقی کروڑوں سال پیچھے کی طرف لوٹ جائے گی یعنی انسان بننے سے پہلے کی حالتوں سے بھی پیچھے چلی جائے گی- اگر سماعت کو انسانی زندگی سے نکال لیں تو انسانی زندگی ادنیٰ حالتوں کی طرف لوٹ جائے گی مگر محض سماعت مقصود نہیں تھا- جب ایک انسان نے نہ سننے کی وجہ سے تکلیفیں اٹھائیں تو اس کا نہ سننا ایک بیماری بن گیا- اس بیماری سے شفا کے لئے اس کو جو جدوجہد کرنی پڑی ہے یہ ہے وہ تریاق جو بن رہا ہے اور وہ تریاق بالآخر سماعت کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اور سننے کی قوت نے انسان کو پھر وہ کچھ عطا کیا ہے کہ جو محض ابتدائی مصیبتوں سے بچنے تک اس کے کام نہیں آیا اس کو بہت آگے بڑھا کے لے گیا ہے- اگر یہیں تک بات رہتی تو پھر بھی ہم کہہ سکتے تھے کہ فائدہ کیا ہوا اس مصیبت میں ڈالنے کا، پہلے ہی سماعت عطا کر دیتا، پہلے ہی وہ سننے کی طاقت عطا کر دیتا مگر وہ جو درجہ بدرجہ ترقی کی روح ہے وہ پہلے سے عطا ہوئی سننے کی طاقت اور دیکھنے کی طاقت سے نصیب نہیں ہو سکتی تھی-

ایک حرکت میں آیا ہے انسان یا زندگی ایک حرکت میں آئی ہے وہ بیماری کا گناہ، لاعلمی کا گناہ، جہالت کا گناہ، یہ وہ گناہ ہیں جن سے بچنے کے لئے اس نے جو جدوجہد کی ہے اس میں جس طرح گولی بندوق کی لمبی نالی میں زیادہ دیر تک سیدھا چلتی ہے ایک ارب سال کی مسافت نے اس کی ترقی کی راہ کو سیدھا کیا اور ایسی قوت بخشی ہے کہ یہاں پہنچ کر وہ خدا کی طرف اڑان کی تمنا لے کر اس کی طرف اڑنے کی صلاحیت حاصل کر گیا ورنہ نہ یہ تمنا پیدا ہوتی نہ یہ صلاحیت پیدا ہو سکتی تھی- تو ایسا وجود جو اندھا ہو، بہرہ ہو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو غور کیوں نہیں کرتے کہ اچانک یہ کیا ہوا کہ سمیعاً بصیراً بن گیا، وہ سننے والا بھی ہو گیا اور دیکھنے والا بھی ہو گیا- اس میں کیا سبق ہے؟ یہی سبق ہے کہ یہ ان کمزوریوں سے نجات جس محنت کے نتیجے میں اس کو حاصل ہوئی ہے اسی محنت کے نتیجے میں پھر اور آگے بڑھا ہے اور خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی توجہ پیدا ہوئی اور صلاحیت نصیب ہوئی- پس اس مضمون کی روشنی میں جب آپ استغفار اور توبہ کو دیکھتے ہیں تو یہ ساری تکلیفیں، یہ ساری مشکلات جو اس راہ میں ہیں ان کا جواز دکھائی دینے لگتا ہے- اور پھر اس آیت کریمہ کی زیادہ سمجھ آتی ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یاایھا الانسان انك كادح الی ربك كدحاً فملقیه" اے انسان تجھے خدا تک جانے کے لئے بڑی محنت کرنی پڑی ہے اور بڑی محنت کر رہا ہے اور یہ محنت اس بات کی ضامن ہے "فملقیه" کہ تو اس رب کو ضرور ملے گا-

پس لقاء باری تعالیٰ کا انعام ہے جو آخری صورت میں گناہ کے رد عمل کے طور پر عطا ہونا شروع ہوتا ہے اور جب یہ مضمون رد عمل کا آگے بڑھتا ہے تو پھر محض گناہ سے بچنے کا مقصد اپنی ذات میں مقصد نہیں رہتا بلکہ اس ذات سے تعلق مقصد بن جاتا ہے جس کے سہارے انسان گناہ سے بچتا ہے- شعور بیدار ہوتا دیکھتا ہے او ہوا اصل تو یہ ہے تو نیچے جھانک کر اگر پہاڑ پر سفر کرتے ہوئے آپ کھڈ سے بچنے کے لئے ایک احتیاط کرتے ہیں یا دل میں خوف پیدا ہوتا ہے میں گر نہ جاؤں تو محض وہ خوف اپنی ذات میں مقصود نہیں ہے- اس خوف سے بچ کر آگے بڑھنے کی جو تمنا پیدا ہوتی ہے، مزید بلندیاں حاصل کرنے کی تمنا پیدا ہوتی ہے وہ مقصود بالذات ہے- پس گرنے کا خوف دراصل وہ گناہ ہے جس کو پیدا کرنا انسان کی ترقیات کے لئے لازم تھا، گر جانا مقصود نہیں تھا-

پس لوگ جو یہ خیال کر لیتے ہیں کہ گناہ کی خاطر جب گناہ کی اتنی اہمیت ہے تو چلو گرتے ہیں پھر- ان کو یہ نہیں پتہ کہ بعض دفعہ گریں گے تو پھر اٹھنے کے قابل بھی نہیں رہیں گے- ہاں ٹھوکریں کھانا، وہ گرنا نہیں ہے، یہ بے اختیاری کے قصے بھی ہیں اور ان باتوں میں اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے اور وعدہ فرماتا ہے کہ تم بچو اور توبہ کرو تو یہ ٹھوکریں ہیں رستے کی- اور روزمرہ کی جو طبعی بے اختیاریاں ہیں جن کے نتیجے میں تمہیں کچھ نہ کچھ گناہ میں ملوث ہونا ہی پڑتا ہے اس کا میں وعدہ کرتا ہوں، پھر اس سے میں صرف نظر فرماؤں گا یعنی ان کے نقصانات سے تمہیں بچا لوں گا- پس یہ وہ مضمون ہے جو اس آیت کریمہ میں بیان ہوا جس کی تلاوت میں نے آپ کے سامنے کی- "و ھو الذی یقبل التوبة عن عبادہ و یعفوا عن السیاٰت"- اب اس کا یہ ترجمہ عموماً رائج ہے اور بعض پہلوؤں سے اسے درست قرار دیا جا سکتا ہے مگر میرے نزدیک دراصل یہ ترجمہ یہاں درست نہیں ہے- اگر اس Context میں، یعنی ان معنوں میں درست نہیں جن معنوں میں میں بات بیان کر رہا ہوں اگر اس مضمون سے اس آیت کا مطالعہ کریں تو پھر وہ ترجمہ ناکافی ہو گا کچھ اور ترجمہ چاہئے ایسا ترجمہ جو عربی کے لحاظ سے بالکل درست ہو لیکن اس مضمون کا حق ادا کرنے والا ہو جو گناہوں سے بچنے کے نتیجے میں لامتناہی، ہمیشہ کی ترقیات کا مضمون ہے اور وہ بنے گا پھر "ھو الذی یقبل التوبة" وہ توبہ کو قبول کر لیتا ہے "عن عبادہ" اپنے سچے بندوں سے جو اس کے عبد بن جاتے ہیں-

جب توبہ قبول کر لی تو پھر "یعفوا عن السیاٰت" کا بعد میں جو وعدہ ہے اس کے پھر کیا معنے ہوئے- اس لئے "یعفوا عن السیاٰت" سے مراد یہ نہیں ہے کہ ان کے گناہ بخش دیتا ہے کیونکہ بخشش کے لئے عربی میں "غفران" کا لفظ ہے- "عفا" کا معنی نظر انداز کر دینا، گویا وہ نہیں ہیں- اور جب خدا تعالیٰ کسی چیز کو نظر انداز کر دیتا ہے تو اس میں اس کے مٹانے کا مضمون ہے- اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے وہ پھر تمہاری "سیاٰت" کو دور فرمائے گا- لیکن توبہ تم کرو مغفرت حاصل کر لو گناہوں سے پھر گناہوں میں لوٹو نہیں- جو چھوٹی موٹی بیماریاں، چھوٹے موٹے قصور باقی رہ جائیں گے ان میں پھر تمہیں اپنے آپ کو ہلکان کرنے کی ضرورت نہیں- اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ "یعفوا عن السیاٰت" کہ وہ چھوٹی چھوٹی بیماریوں سے یا روزمرہ کی لغزشوں سے تمہیں ان معنوں میں بچا لے گا کہ جب خدا عفو فرمائے گا تو اس کا قانون بھی عفو فرمائے گا-

اب بندے کے عفو میں اور خدا کے عفو میں بہت بڑا فرق ہے ایک انسان جب کسی بچے کی کمزوریوں کو نظر انداز کرتا ہے تو وہ نظر اندازی لازم نہیں کہ اس کی اصلاح پر منتج ہو- کوئی نظر اندازی اس کی بیماریوں کو مستقل کرنے کا موجب بھی بن سکتی ہے اور اس کے بداثرات سے اس کو بچا نہیں سکتی- اس لئے کمزوریوں کو نظر انداز کرنا بھی حکمت کو چاہتا ہے اور **حکمت بالغہ کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے بچوں کی کمزوریوں پر اس حد تک صرف نظر کا سلوک فرمائے جس حد تک وہ صرف نظر ان کو مٹانے کا موجب بنے** کیونکہ عفو میں مٹانے کا مضمون ہے- "عفت الدیار محلھا و

CAPRI PARTY SERVICE

والوں کی فخریہ پیشکش

اب آپ کو اپنی تقریبات پر کھانا پکوانے کی پریشانی ختم

Capri Party Sercice

والے پیش کرتے ہیں

حلال گوشت سے تیار پکا پکایا کھانا دوسروں سے بارعایت

مرغ پلاؤ، قورمہ گوشت، زردہ ۹ مارک فی کس

مرغ پلاؤ، قورمہ گوشت، زردہ، مرغ روسٹ ۱۲ مارک فی کس

گوشت پلاؤ، قورمہ گوشت، زردہ یا فروٹ ۱۰ مارک فی کس

اور آپ کی پسند کے دوسرے کھانے

نرگسی کوفتے، چکن کڑاہی، مٹن کڑاہی، بریانی، فرنی، کھیر، رس ملائی، گلاب جامن

اور بہت سے دوسرے کھانے جو آپ پسند کریں

پان بھی دستیاب ہیں

Germany= Tel. & Fax: (06195) 37 36

Handy: 01726743185

مقامھا" اس میں مٹ جانا اور بے نام و نشان رہ جانا یہ مضمون ہے۔

جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عفو کا سلوک فرمائے گا "سیات" سے تو اس طرح کا عفو کا سلوک نہیں جو جاہل مائیں اپنے بچوں کی غلطیوں سے کرتی ہیں تو وہ ان غلطیوں میں اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ جب خدا عفو کرتا ہے تو غلطیاں مٹ جایا کرتی ہیں۔ اور انسانوں میں بھی یہ بات مشاہدے میں آئی ہے بار ہا تربیت میں ہم نے دیکھا ہے کہ اگر بچہ شریف النفس ہو اس میں توجہ ہو اصلاح کی جو توبہ سے پیدا ہوتی ہے تو توبہ کے بعد عفو کا مضمون ہے اصل میں۔ پھر آپ اگر اس سے عفو کا سلوک کریں تو اس کی توبہ کی حوصلہ افزائی ہو گی، اسے مزید طاقت ملے گی کہ وہ اپنی اصلاح کے راستے میں اور آگے قدم بڑھائے۔ اور وہ جو تائب نہیں ہے اس کے ساتھ جتنا عفو کا سلوک کریں گے اتنا ہی اس پر ظلم کر رہے ہوں گے اور اتنا ہی اس کی بیماریاں زیادہ جڑ پکڑ جائیں گی، اتنا ہی وہ زیادہ بد تمیز اور بد خلق ہوتا چلا جائے گا۔

پس اللہ تعالیٰ نے ہر مضمون کو اس کے محل پر رکھا ہے **جب خدا توبہ قبول کرلے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ ایسے شخص کی بیماریاں مٹنی شروع ہو جائیں، اس کی روزمرہ کی کمزوریوں میں کمی آنی شروع ہو جائے۔** تو اس لئے فرما رہا ہے کہ "و یعفوا عن السیّئات" وہ تمہاری بیماریوں اور ان کمزوریوں کو جو گناہ نہیں ہیں مگر گناہ کے لئے بنیادیں بن جاتی ہیں، گناہ ان کمزوریوں سے تقویت پا کر پھر آگے بڑھتے ہیں یا وہ خود عارضی، معمولی کمزوریاں بالآخر عدم توجہ کی وجہ سے گناہ بن جایا کرتی ہیں ان سے عفو ان معنوں میں فرمائے گا کہ ان کو مٹا ڈالے گا ان کا کوئی وجود بھی باقی نہیں رہے گا۔

اور "یعلم ما تفعلون" اور یہ فیصلہ خدا کا اس لئے قابل عمل ہے کہ وہ جانتا ہے کہ انسان کیا کر رہا ہے۔ انسان جب عفو کا سلوک کرتا ہے اگر زیادہ ذہین ہو گا تو بہتر عفو کا سلوک ہو گا، بہتر نتیجہ نکلے گا۔ اگر نسبتاً کم عقل ہو گا تو چونکہ جانتا نہیں ہے کہ وہ شخص کیا کرتا ہے، اس کے اندر کا کیا حال ہے اس لئے اس کا عفو نقصان بھی پہنچا سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ بالکل فکر نہ کرو، وہ تمہارے اعمال سے واقف ہے اس لئے عفو کا سلوک جب بھی فرمائے گا تمہارے فائدے میں فرمائے گا اور تمہارے اعمال کی بہتری کا موجب بنے گا اور اس کے بعد پھر "یستجیب الذین امنوا و عملو الصّٰلحٰت" کا مضمون ہے۔ فرمایا وہ لوگ جو اس مرتبے کو حاصل کر لیں، خدا کا سچا بندہ بنتے ہوئے توبہ کر لیں اور اس توبہ کو اللہ قبول فرمالے اور قبولیت کے بعد ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کا نشان ان میں ظاہر فرمادے، انسان دیکھیں اور پہچانیں کہ یہ شخص روز بروز بہتر ہوتا چلا جا رہا ہے اس میں کسی آسمان سے اترنے والے سر ٹیفیکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر وہ شخص جو اپنے اندر پاک تبدیلیاں کرنے کا فیصلہ کرتا ہے، سچی توبہ کرتا ہے اس کے ساتھ یہی معاملہ آپ ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ اچانک وہ کمزوریوں سے نکل کر ولی اللہ نہیں بن جاتا مگر اس کا قدم ولایت کی طرف اٹھنا شروع ہو جاتا ہے۔ دن بدن اس کی عادتوں کی خرابیاں دور ہونے لگتی ہیں۔ اگر پہلے روزمرہ جھوٹ بولتا تھا تو اب رک رک کے بولے گا۔ شروع میں احتیاطیں کرے گا پھر نکل جائے گا جھوٹ۔ تو توبہ کرے گا، استغفار کرے گا اور یہ توبہ کا عمل جب مقبول ہو جائے گا تو جھوٹ سے بچ جائے گا اور وہ ادنیٰ کمزوریاں جو جھوٹ کی طرف مائل کرتی ہیں ان کے دور ہونے کا عمل شروع ہو جائے گا اور یہ وہ ساری باتیں ہیں جو انسان کو دکھائی دیتی ہیں اگرچہ ان کے پیچھے تقویٰ کسی کو دکھائی نہیں دیتا۔

پس آپ یہ فیصلہ تو نہیں کر سکتے کہ کوئی متقی ہے کیوں کہ ایسا ہی عمل بسا اوقات یا بسا اوقات نہیں تو شاذ کے طور پر بعض منافق بھی کر دکھاتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کئی لوگ جو احمدی اس نیت سے ہوتے ہیں کہ انہیں اسائلم مل جائے وہ بعض دفعہ ایک ایک سال دو دو سال بڑی محنت کرتے ہیں۔ بے چارے اپنی برائیاں ساری چھوڑتے ہیں، نمازیں شروع کر دیتے ہیں، مسجد میں جاتے ہیں، اپنی جیب سے پیسے بھی نکالتے ہیں چندے کے لئے مگر جہاں ان کا کام بنا وہیں وہ چھٹی کر گئے۔ تو جو جماعتیں ہیں وہ بے چاری تو عمل سے واقف نہیں ہیں نا اس لئے ان کو حق ہی نہیں ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہو سکتا ہے یہ منافق ہو۔ اس لئے جب کوئی کہتے ہیں کہ یہ اس طرح کر رہا ہے اب بتائیں ہمیں کیا پتہ سچ مچ ایسا کر رہا ہے یا اسائلم کی خاطر کر رہا ہے۔ تو میں ان سے کہتا ہوں آپ کا فرض صرف ظاہر پر نظر رکھنا ہے۔ اگر ظاہری طور پر آپ اس کے اندر کوئی خرابی نہیں دیکھتے، اگر ظاہری طور پر آپ یہ دیکھتے ہیں کہ جیسا آپ کے ساتھ ہے ویسا آپ سے دور ہو کر علیحدگی میں بھی رہتا ہے تو پھر آپ کو ہرگز حق نہیں ہے کہ اس کے ایمان پر شک کریں۔ مگر اس کے باوجود ایسا ہوتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ بہت ہی مخلص بنا ہوا آدمی اچانک پھر اپنے پر پرزے نکالتا ہے اور کچھ کا کچھ دکھائی دینے لگتا ہے۔ تو انسان کو واقفیت نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو واقفیت ہے۔ اس لئے تقویٰ کا فیصلہ ہم پھر بھی نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی اچھا ہو جائے ہم یہ کہیں گے کہ دیکھنے میں اس کے اندر کوئی برائی نہیں ہے، دیکھنے میں کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کے اقرار پر شک کیا جائے اس لئے ہم اپنا فیصلہ صادر کر دیں گے اس کے حق میں۔ پھر جو کچھ وہ کمائے گا اگر خدا کے علم میں وہ منافق ہے تو اس سے کوئی نیک فیصلہ اس کو حاصل نہیں ہو گا اور ہمیں نقصان کیا ہے۔ چند دن اس نے نیکیاں کر لیں چلو یہی بہت ہے اگر اس حالت میں مر جاتا تو شاید ظاہر کا ہی فائدہ اس کو کچھ پہنچ جاتا مگر اگر وہ پھر گیا ہے تو دوہرا نقصان اٹھا کر پھرا ہے۔ اس لئے اس بارے میں کسی تردّد کی ضرورت نہیں۔

لیکن یہ یاد رکھیں کہ اکثر لوگ واقعتہً جب تبدیلیاں ہو رہی ہیں تو اچھے ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور اکثر ایسے احمدی جو دوسرے معاشرے سے آئے ہیں انہوں نے مخالفت نہیں کی بلکہ ان کے اندر حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں اور ہوتی چلی جاتی ہیں پھر۔ پھر اسائلم منظور ہو یا نہ ہو اس کی بالکل کوئی بھی اہمیت انکے دل میں باقی نہیں رہتی۔ بعض نے تو یہاں تک مجھے کہا کہ اگر یہ شک ہے تو میں واپس جاتا ہوں اور اسائلم کو ٹھوکر مارتا ہوں اور وہاں جاکے آپ کو پتہ لگے گا کہ میں کیسا احمدی ہوں۔ واپس گیا اور انتہائی ثابت قدمی دکھائی۔ سخت تکلیفوں میں مبتلا ہوا۔ اُف نہیں کی۔ تو ایسے ایسے بھی صادق لوگ ہیں جو جھوٹ سے نکل کر سچ کی وادی میں داخل ہوتے ہیں اور پھر بڑی مضبوطی سے ان کا قدم ہمیشہ بلندیوں کی طرف جاری رہتا ہے، یہ وہ علامتیں ہیں جو ظاہر ہونی لازماً ہیں۔

کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلق کی بناء یہ بیان فرمائی۔ آپ نے کہا ہم نے دیکھا ہے مستجاب الدعوات ہے، اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں ہم سر پھرے تو نہیں جو شک کرنا شروع کریں۔ چنانچہ کپور تھلے کی جماعت کا خاصہ یہ تھا کہ علم کی بناء پر وہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے غلام اور صادق وفادار نہیں بنے بلکہ نشان کو دیکھ کر بنے ہیں۔ اور **سچوں کا نشان ایک تو مستجاب الدعوات ہونے کے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرا اس کا اپنا چہرہ، اس کا اپنا قول خدا کی صفات کا جلوہ گر بن جاتا ہے اور وہ سچا دکھائی دینے لگتا ہے، سچا سنائی دینے لگتا ہے۔**

یہ جو دلیل ہے اس دلیل نے صحابہؓ کی زندگی میں ان کی کایا پلٹ دی، انقلاب برپا کر دیا۔ منشی اروڑے خانؓ کے واقعات آپ پڑھیں جو ہزار ہا ایسے صحابہ میں سے ایک تھے۔ ان سے جب لوگ پوچھتے تھے کہ بتاؤ کیا دیکھا تو شدت جذبات سے ان کی بعض دفعہ چیخیں نکل جاتی تھیں۔ کیا دیکھا؟ نور دیکھا، صداقت دیکھی، دلیل سے نہیں اس چہرے پر نمایاں تھی۔ وہ ایک سچے کا چہرہ تھا جس پر دل طبعاً عاشق ہوتا تھا، اچھل اچھل کر عاشق ہوتا تھا اور مقبول الدعوات تھا۔ اس کی دعائیں قبول ہوتی تھیں اور اس کی بہت سی مثالیں وہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ کیسے ناممکن حالات میں وہ دعا قبول ہوتی اور حیرت انگیز طور پر اپنا جلوہ دکھاتی تھی تو یہ دو علامتیں ہیں جو آپ کی زندگی میں گناہ کے تریاق سے پیدا ہوتی ہیں، گناہ سے نہیں۔

گناہ کے خطرے سے جو تریاق پیدا ہوتا ہے وہ توجہ الی اللہ ہے، وہ استغفار ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اگر اس کی حفاظت کی جائے، اس کو محفوظ طریق پر آگے بڑھایا جائے تو لازماً وہ بندے پیدا کر دیتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ عباد الرحمٰن کہتا ہے یا یہ فرماتا ہے کہ وہ اولیاء اللہ ہو جاتے ہیں۔ "الآ ان اولیآء الله لا خوف علیهم و لاهم یحزنون" خبردار یہ خدا کے ولی لوگ ہیں ان کو کوئی حزن نہیں "لا خوف علیهم" ان کے خلاف کوئی بھی خوف اثر نہیں دکھاتا۔ خوف پیدا ہوتے تم دیکھتے ہو، تم ڈرتے ہو گے خوف سے۔ ان کو تو ایک ذرہ بھر بھی کسی خوف کی پرواہ نہیں رہتی۔

پس آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کس نے خوفوں میں سے گزرتے ہوئے زندگی بسر کی ہے۔ ایک

محمد صادق جیولرز
Import Export Internationale Juwellery
Mohammad Sadiq Juweliere
آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔
ہمارے پتہ جات
Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403
Hauptfiliale
S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.
Tel: 069/685893
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974 Tel: 009712221731

ایک قدم مقام خوف تھا جہاں دشمن جو بے انتہا طاقتور تھا آپ کو ہر قدم مٹا دینے کے منصوبے بنا تا تھا- مگر ایسا بے خوف سفر ہے کہ کوڑی کی بھی اس کی پرواہ نہیں کی- جب آپؐ کے چچا ابو طالب نے آپ کو ڈرانا تو نہیں کہنا چاہئے مگر مرعوب کرنے کی کوشش کی- دیکھیں کس بہادری سے، کس یقین کامل کے ساتھ جواب دیا کہ چچا میں آپ کی قدر کرتا ہوں، آپ کا احسان ہے، آپ نے مجھ پر اپنی شفقت کا سایہ رکھا ہے مگر یہ نہ وہم کریں کہ آپ بچا رہے ہیں- ایک کوڑی کا بھی مجھے وہم نہیں کہ آپ مجھے بچانے والے ہیں- میرا بچانے والا میرا خدا ہے اس لئے اپنی پناہیں کھینچ لیں، اپنی چار دیواری سے مجھے باہر نکال دیں، مجھے کوڑی کی بھی اس بات کی پرواہ نہیں ہے- میرا خدا ہے جو مجھے بچاتا رہا ہے اور میرا خدا ہے جو آئندہ بھی مجھے بچائے گا-

تو "لا خوف علیھم" کا تو یہ مطلب ہے ہی نہیں کہ خوف پیدا نہیں ہوتا- "لا خوف علیھم" کا مطلب یہ ہے کہ کثرت سے خوف پیدا ہوتے ہیں لیکن وہ خوف ان کی ذات کو مرعوب نہیں کر سکتے، بالکل بے اثر اور بے معنی اور بے حقیقت دکھائی دیتے ہیں- **پس خوفوں میں سے گزرنا اور ان خوفوں کو تمکنت میں تبدیل کر دینا، امن کی حالت میں بدل دینا یہ انبیاء کی شان ہے جو بعد میں ان سلسلوں میں جاری رہتی ہے پھر اور انہی کا فیض ہے جو خلافت میں یا مجددیت میں یا ولایت میں یا دوسری چیزوں میں آگے پھر آپ کو جاری و ساری دکھائی دیتا ہے**- اور یہ "لا خوف علیھم" کا مضمون انہی کے حق میں پورا ہوتا ہے جو ان صفات سے مزین ہوں جن کا ان آیات میں ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ خدا کے خالص بندے ہو جاتے ہیں، سچی توبہ کرتے ہیں، اس کی طرف جھکتے ہیں، اس کی طرف تمام تر توجہات کے ساتھ مائل ہوتے ہیں- وہ اس سے مانگنا شروع کرتے ہیں اور اس پر بناء کرتے ہیں اور پھر ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، ان کو نئے نشان عطا کئے جاتے ہیں- "امنوا و عملوا الصّٰلحٰت" کی شرط ہے- ایمان سچا ہو اور نیک اعمال رونما ہونے لگیں ان سے- کیونکہ خالی توبہ کی کوئی بھی حقیقت نہیں اگر بدیوں کے بدلے نیک اعمال نہ لے لیں-

پس یہ ایک اور مضمون ہے جو اس آیت نے ہمیں سکھا دیا کہ محض استغفار کے اندر ایک منفی پہلو نہیں ہے کہ زہر سے بچو- بچنے کے بعد زندگی میں کچھ مثبت کیفیت پیدا ہونی چاہئیں جو تمہاری زندگی کی صلاحیتوں کو پہلے سے بڑھا دیں اور یہی مضمون ہے جو میں پہلے شروع میں بیان کر چکا ہوں- اس آیت کریمہ میں اسی کی طرف اشارہ ہے- فرمایا "امنوا و عملوا الصّٰلحٰت و یزیدھم من فضلہ"- **قبولیتِ توبہ اور عفو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے اس کے نتیجے میں صرف دعا کا نشان نہیں ملتا بلکہ ہمیشہ کی ترقیات کا نشان ملتا ہے**- اور دعا کی مقبولیت کا ایک ایسا نشان ملتا ہے کہ جو کچھ مانگا گیا اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے- آپ اپنے تصور کے مطابق جو کچھ مانگ بیٹھتے ہیں وہ مانگ لیں اس سے بہت زیادہ خدا عطا کرتا ہے-

پس "و یزیدھم من فضلہ" میں استجابت کے بعد کا مضمون ہے کہ ان کی دعائیں صرف اس حد تک قبول نہیں ہوتیں کہ جو مانگا وہ مل گیا بلکہ جو نہیں مانگا وہ بھی ملنا شروع ہو جاتا ہے اور بہت بڑھا بڑھا کر اللہ اپنا فضل کیا کرتا ہے- اس کی مثال بارہا میں نے بیان کی ہے لیکن ابھی بھی کروں گا اس لئے کہ اس کا مزہ کبھی ختم نہیں ہوتا- وہ حضرت موسیٰؑ کی دعا ہے جب آپ بے سہارا، بے یار و مددگار مدین کی بستی میں ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے- دو خواتین آئیں بچیاں، وہ ریوڑ کو پانی پلانے کے لئے لیکن مردوں میں ان کو جگہ نہیں ملتی تھی، انتظار کر رہی تھیں- حضرت موسیٰؑ نے ان کی مدد کی پھر واپس درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور یہ دعا کی "ربّ انّی لمآ انزلت الیّ من خیرٍ فقیر" اے میرے رب جو بھی تو اس فقیر کی جھولی میں ڈال دے میں اسی کا محتاج ہوں- اور اس وقت آپؑ کے ذہن میں نبوت کا تصور بھی نہیں تھا- لازماً نہیں تھا کیونکہ جب نبوت ملی تو دل دہل گیا اور منتیں کرنے لگے کہ اے خدا مجھے نہ نبوت بخش- یہ ایک ہی نبی ہے جس نے اس شدت کے ساتھ نبوت کا دفاع کرنے کی کوشش کی ہے- ساری انبیاء کی تاریخ پڑھ لیں آپ کو ایسا نظر نہیں آئے گا کہ اے اللہ مجھے نہ بنا میرے بھائی کو بنا دے- اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے تجھے تو بنانا ہی بنانا ہے وہ مجھ سے تو مانگ بیٹھا ہے جس کے بعد مجھے اس مضمون میں سب کچھ تجھے عطا کرنا ہے-

"ربّ انّی لمآ انزلت الیّ من خیرٍ فقیر" جب مجھ پر چھوڑ دیا ہے میں کیا دوں تو میں صرف تیری وقتی طور پر بھوک اور سر چھپانے کی جگہ کی ضرورتیں پوری کیوں کروں- شادی بھی ہو گئی لیکن جب مجھ پر چھوڑا ہے کہ میں کیا کیا دوں تو پھر میں تو بہت کچھ دوں گا- اب تیرا سوال ختم اور "یزیدھم من فضلہ" والا مضمون شروع ہو گیا ہے- اب میں بڑھاؤں گا اور ضرور بڑھاؤں گا- پس یہ وہ سفر ہے جو کیسا خوبصورت، کیسا دلکش سفر ہے- ایک ایک لحہ اللہ کے سہارے چلتا ہے- کوئی گناہ نہیں ہے جس سے انسان کو نجات مل سکے اگر سچا استغفار نہ ہو اور توبہ کی سچی نیت نہ ہو اور جب یہ ہوتا ہے تو پھر اور مزید گناہوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ توبہ کی قبولیت کا اعلان فرماتا ہے کہ اے بندے تیری توبہ قبول ہے-

جب قبول فرما لیتا ہے تو پھر وہ دوسرا حصہ "یعفوا عن السیّئات" شروع ہو جاتا ہے- ساری جھاڑ پونچھ گھر کی شروع ہو جاتی ہے- کمزوریاں یہاں کی، وہاں کی وہ بھی ساری مٹنے لگتی ہیں تو انسان کا دل کلیتہً پاک و صاف ہو کر خدا کی آماجگاہ بننے کی اہلیت حاصل کر لیتا ہے پھر ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نشانات عطا فرماتا ہے، قرب کے نشانات عطا فرماتا ہے اور وہ نشان دنیا دیکھنے لگتی ہے اور ان کو دکھائی دیتا ہے- پھر خدا کے فضل یہاں ٹھہرتے نہیں بلکہ ان کو وہ ترقیات ملتی ہیں جن کا ان کو گمان بھی نہیں تھا جن کو انہوں نے مانگا ہی نہیں تھا- اور اتنے پیارے سفر میں جو گناہ کے تریاق کا مضمون ہے ہرگز یہ مراد نہیں کہ خدا کو گناہ کا اتنا شوق ہے کہ اگر کوئی گناہ سے پاک ہو جائے تو گناہ کروانے کی خاطر اور پیدا فرمائے- گناہ سے بچتے ہوؤں کو دیکھنے کا شوق ہے- بڑے بڑے خطرناک مقام پر قدم رکھنے والوں کو دیکھنے کا شوق ہے جو نیچے دیکھتے ہیں اور ان کے دل نہیں دہلتے، دہلتے ہیں تو خدا کی پناہ میں آتے ہیں اور اس سے سہارے مانگتے ہوئے اپنی بلندیوں کا سفر ختم نہیں کرتے اور آگے بڑھاتے ہیں اور کامل یقین رکھتے ہیں کہ جس ہاتھ میں ہم نے ہاتھ دے دیا ہے وہ ہمیں چھوڑے گا نہیں-

یہ وہ سفر ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ پھر آپ کو بلانے کے لئے تشریف لائے اور یہ سفر کر کے دکھا دیا- اپنے صحابہ کی کیفیات بدل کے دکھا دیں- ادنیٰ ادنیٰ معمولی معمولی انسانوں پر ہاتھ ڈالا اور انہیں کچھ سے کچھ بنا دیا- منشی اروڑے خانؓ کی بات ہی میں کر رہا تھا- وہ اپنی زندگی کی مثال بتایا کرتے تھے- کہتے تھے میں تو ایک معمولی سادھو بی تھا- نہ کوئی تعلیم، نہ کوئی حیثیت، ایک چپڑاسی کے طور پر میں تحصیل میں ملازم ہوا اور اس زمانے میں تحصیلدار کے طور پر ریٹائر ہوئے ہیں- آدمی سوچ بھی نہیں سکتا ایک ادنیٰ چپڑاسی ترقی کرتے ہوئے اپنے سارے تعلیم یافتہ اور بڑے بڑے عالم فاضل ساتھیوں کو چھوڑ کر اور ایسا تحصیلدار بن جائے جس کا رعب تمام اس علاقے میں اس طرح ہو جیسا پہلے کبھی کسی کا نہیں ہوا تھا اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے کہتے تھے ہوا ہے- اس کا ثبوت کیا تھا- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے اندر جو توکل پیدا کیا اور جو نیکی اور انصاف پیدا کیا وہ دکھائی دینے لگا تھا- جیسے میں نے بتایا یہ چیزیں دکھائی دیتی ہیں پھر- اس زمانے کے انگریز افسر بڑے رعب دار بھی ہوا کرتے تھے لیکن ذہین بھی تھے اور صلاحیتوں کو پہچانتے بھی تھے- جس افسر کے ساتھ انہوں نے کام کیا وہ حیران رہ گیا دیکھ کر یہ عام آدمی تو نہیں یہ تو کوئی مختلف چیز ہے- کوئی حرص نہیں ہے، کوئی پرواہ نہیں، سادہ دو کپڑوں میں ملبوس، دو روٹیاں کھاتا اور باقی سب پیسے بچا بچا کے نیکی کے کاموں پہ لگا رہا ہے- تو اس کا یہ اثر تھا کہ وہاں کا جو سب سے بڑا انگریز افسر جس کی کوئی بھی، جو بھی اس وقت حیثیت تھی جس کے اختیار میں تھا، اس کی ان پر نظر پڑی- اس نے دیکھا یہ تو ایک ہیرا ہے اور اس نے پھر ان کو ترقی دینا شروع کی اور پھر پیچھے جا جا کے دیکھا بھی کرتا تھا کہ دیکھیں کیا کر رہا ہے- پس جب تحصیلدار بنا دیا تو بعد میں اس علاقے کے دورے پر ہر جگہ گیا تو لوگوں سے پوچھا یہ کیسا تحصیلدار ہے تمہارا- انہوں نے کہا تحصیلدار کیا ہے یہ تو ہماری ماں ہے، ہمارا باپ ہے، ہمارا سب کچھ ہے- اس جیسا انسان تو ہم نے دیکھا ہی کبھی نہیں- چنانچہ بڑے فخر کے ساتھ اس نے اس بات کا ذکر تحریر میں کیا ہے- اس نے کہا انسانی قدریں یہ ہوں تو ایسی ہوں پھر اور حضرت منشی اروڑے خانؓ جانتے تھے کہ میں کیسے بنا- مجھے تو مسیح موعودؑ کی ایک نظر نے انسان بنا دیا ہے-

تو جب خدا کے پاک بندوں کی نظریں انسان بنایا کرتی ہیں تو اس طرح بناتی ہیں- لمبی محنت اور قربانیوں کے دور سے گزرتے ہو تو پھر با خدا انسان بنا کرتے ہو- آناً فاناً یہ معجزے نہ دیکھو نہ ویسے ہوا کرتے ہیں لیکن آناً فاناً انقلاب کے فیصلے ضرور ہو جاتے ہیں- جب بھی آپ نے فیصلہ کر لیا کہ استغفار کی اس راہ پر قدم رکھنا ہے جو بالآخر "ملقیہ" کے وعدے تک پہنچتی ہے اسی وقت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں آپ کا ہاتھ آ جائے گا- آپ کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ میں آ جائے گا اور یہ سفر انشاء اللہ کامیابی کے ساتھ طے ہو گا-

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

تربیت میں ایم ٹی اے کا کردار

محمد سعید احمد۔ لاہور

آئندہ نسل اور نوجوانوں کی تربیت کا مسئلہ ہمیشہ اہم رہا ہے۔ دینی اور دنیاوی لحاظ سے ترقی کرنے والی قوموں نے اس مقصد کے حصول کے لئے جامع لائحہ عمل اور پروگرام ترتیب دیئے۔ علم و عمل کے میدان میں سنگ میل قائم کئے۔ اچھی روایت کو رواج دیا اور ان پر فخر کیا جاتا رہا۔ بے مثال اور نمایاں خدمات سرانجام دینے والی شخصیات کی تعظیم کی گئی اور نوجوان نسل کے لئے انہیں روشنی کا مینار قرار دیا گیا۔

موجودہ زمانہ میں یہ موضوع غیر معمولی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ دنیاوی اعتبار سے ترقی یافتہ اور پسماندہ اقوام یکساں اس مسئلہ کے حل میں ناکامی کا اعتراف کر چکی ہیں۔ اخلاقی اقدار میں روز بروز تنزل ہو رہا ہے۔ دانشور، فلسفی، مفکر، سیاست دان اور مذہبی رہنما روز مرہ بگڑتی ہوئی صورت حال سے پریشان ہیں۔ "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" والی کیفیت ہے۔ مذہبی نقطہ نگاہ سے اس بظاہر لاینحل مسئلہ کا ایک پس منظر ہے۔ مذہب کی تاریخ کے مطابق بڑے بڑے انبیاء نے "دجال" کی آمد کی خبر دی تھی اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کے متعلق پیشگوئی بیان فرمائی اور اس کی علامات کا ذکر فرمایا۔ صحابہؓ نے جب یہ خبر سنی تو پریشان ہو گئے کہ ایسی خوفناک اور طاقتور شیطانی قوت کا مقابلہ کیونکر ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں تسلی دی کہ دجال کا ظہور آنحضورؐ کی زندگی میں نہیں ہوگا بلکہ اس کا مقابلہ مسیح موعود کے ساتھ ہوگا۔ اس کی دعاؤں سے ہی دجال کو شکست ہوگی۔

ہمارے زمانہ میں مروجہ بدیاں اور برائیاں کسی نہ کسی صورت میں گزشتہ زمانوں میں بھی ظہور پذیر ہوتی رہی ہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ دجال سے امت مسلمہ کو کیوں ڈرایا گیا ہے۔ شیطنت کے دو پہلو ایسے ہیں جو دجالی صورت میں ظاہر ہوئے ہیں۔ جن کا پہلے ایسا مشاہدہ نہیں ہوا۔ اول یہ کہ ہمارا زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے اور ساری دنیا ایک شہر بلکہ ایک گھر کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ اس زمانہ میں جو بھی برائی جنم لیتی ہے ہفتوں، دنوں بلکہ چند گھنٹوں میں تمام دنیا میں منصۂ شہود پر آ جاتی ہے۔ زمانہ قدیم میں برائیاں محدود علاقوں میں رہتی تھیں۔ ہر قوم میں اپنی اپنی کمزوریاں تھیں۔ ذرائع آمد و رفت اور آلات نشر و صوت نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تشہیر نہ ہوتی تھی۔ دوسری نئی بات یہ ہے کہ گزشتہ زمانوں میں برائی کو برائی خیال کیا جاتا تھا مگر آج کل برائی پر فخر کیا جاتا ہے۔ ہر ملک و قوم کے ماحول اور معاشرہ کو برائیوں سے اتنا آلودہ کر دیا گیا ہے کہ بنی نوع انسان کو ان سے محفوظ کرنا کار دارد ہے۔ گویا ایک سیلاب ہے جس کے آگے بند باندھنا مشکل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں اور الٰہی بشارتوں کے مطابق احمدیت روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت ۱۵۲ ملکوں میں پھیل چکی ہے اور دنیائے احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ احمدیوں کو ساری دنیا میں روحانی اور اخلاقی اقدار کی سربلندی کے لئے مکلّف کر دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے تمام دنیا کو دجالی فتنہ سے مامون کرنا احمدیوں کا فرض ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں نہ صرف خود اپنی حفاظت کرنی ہے اور اپنی آئندہ نسل کو محفوظ کرنا ہے بلکہ اپنے اپنے ملک اور قوم کے ماحول کو روحانی و اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے پاک و صاف بنانا ہے۔ دجالی اقدار کو پامال کر کے روحانی اقدار کو غالب کرنا ہے۔

قرآن کریم وقت نزول سے نسل انسانی کی راہنمائی کرتا رہا ہے اور قیامت تک کرتا رہے گا۔ آغاز آدمیت پر ابلیس کے کردار کا ذکر قرآن کریم میں کچھ یوں ہے:

﴿قال فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطك المستقیم. ثم لاٰتینهم من بین ایدیهم و من خلفهم و عن ایمانهم و عن شمائلهم. و لا تجد اکثر هم شٰکرین﴾

(سورہ الاعراف آیت ۱۷،۱۸)

دوسری جگہ ابلیس کی دھمکی کا ذکر درج ذیل ہے:

﴿لئن اخرتن الی یوم القیامة لاحتنکن ذریته الا قلیلا﴾

﴿و استفزز من استطعت منهم بصوتك و اجلب علیهم بخیلك و رجلك و شارکهم فی الاموال والاولاد و عدهم. وما یعدهم الشیطان الا غرورا﴾.

﴿ان عبادی لیس لك علیهم سلطان وکفٰی بربك وکیلا﴾

(سورہ بنی اسرائیل آیت ۶۳، ۶۵، ۶۶)

مندرجہ بالا آیات قرآن میں بڑی وضاحت سے شیطانی ہتھکنڈوں اور حربوں کو بیان کر دیا اور انسانوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ابلیسی ظلمات سے بچائیں۔ شیطان صراط مستقیم پر بیٹھے گا، وہ انسانوں کے پاس خود آئے گا اور انسان کو سامنے سے آتا نظر آئے گا، وہ ایسے طریقوں سے حملہ آور ہوگا جن سے انسان بے خبر ہونگے، بظاہر مذہبی اور درست سمجھی جانے والی راہوں سے آئے گا اور دنیاوی اور گمراہ کرنے والی تحریکوں سے ورغلائے گا، ناشکرے انسان جلد شیطانی گروہ کا شکار ہو جائیں گے، شیطان کی ہمیشہ مذمت کی جائے گی پھر بھی انسان غلط راہوں پر چل نکلیں گے، شیطانی تحریکیں اور شخصیتیں راندہ درگاہ ہونگی، جو انسان شیطان کی اتباع کریں گے ان کی زندگیاں جہنم بن جائیں گی۔ شیطان قیامت تک انسانوں کو بہکاتا رہے گا اور قلیل تعداد ہی بچے گی۔ شیطان اپنی آواز سے فریب دے کر انسانوں کو اپنی طرف مائل کرے گا۔ وہ اپنے سواروں اور پیادوں کو ان پر چڑھائے گا۔ شیطان انسان کے مالوں اور اولادوں میں حصہ دار بنے گا، ان سے جھوٹے وعدے کرے گا اور جو وعدے کرے گا فریب کی نیت سے کرے گا مگر خدا کے بندوں پر شیطان کا کوئی تسلط نہیں ہوگا۔

اب اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ایجاد پر غور کریں تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ یہ سب وسائل ہمارے گھروں کے اندر پہنچتے ہیں۔ اکثر و بیشتر ایجادات کا منفی استعمال خدا سے دوری کا موجب ہوتا ہے۔ مگر یہ امر باعث مسرت ہے کہ خدا کے بندوں پر شیطان کو غلبہ نہیں دیا جائے گا۔ وہ ان ایجادات کا مثبت استعمال کریں گے۔ الفضل انٹرنیشنل، ریویو آف ریلیجنز اور سب سے بڑھ کر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ آج عالمگیر پیمانے پر انتشار نور کر رہے ہیں۔ شیطان کو اس آخری جنگ میں شکست دی جا رہی ہے۔ عباد الرحمان کو غلبہ نصیب ہو رہا ہے۔ ابلیس پسپائی کی راہ اختیار کر رہا ہے۔ شب و روز اسلام اور احمدیت کی آسمانی روشنی پھیل رہی ہے۔ دہریت اور فلسفہ کے زہر کا تریاق مل چکا ہے۔ مذہب کی بد استعمالی کا زمانہ اب اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔

موجودہ دور میں سائنسی ایجادات نے انسان کو تن آسان بنا دیا ہے۔ وہ کٹھن راہوں سے گریز کرتا ہے۔ ہماری بلکہ سب مذاہب کی تاریخ شاہد ہے کہ مسموم فضاء اور شیطانی ماحول سے محفوظ رہنے کا ایک بیحد کامیاب طریق صحبت صالحین ہے۔ انسان اپنی ابتداء سے فنا تک تعلیم و تربیت کا محتاج ہے۔ انسانی جبلتیں اور استعدادیں تو خداداد ہیں مگر صحبت صالحین سے یہ قوتیں اپنی معراج کو پہنچ سکتی ہیں۔ نیک ماحول اور پاکیزہ صحبت انسان کو نور فراست بخشتے ہیں۔ وہ اولوالالباب میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسے قلب صافی میسر آ جاتا ہے۔ یہ دنیا اس کے لئے جنت بن جاتی ہے اور اس کی آخرت سدھر جاتی ہے۔

دنیاوی امور میں بھی انسان کسی شعبہ زندگی اور فن میں مشاق بننے کے لئے عام طور پر اساتذہ کا محتاج ہے۔ دینی اور روحانی امور میں انفرادی اور اجتماعی ترقی کے لئے کاملین کی رہنمائی اور صحبت بے حد ضروری ہے۔ تمام مذاہب میں اس مقصد کے حصول کیلئے مختلف ذرائع اختیار کئے گئے ہیں۔ بعض وجود مقدس ہوتے ہیں جن کی صحبت ایک پاک تغیر پیدا کر دیتی ہے اور بعض مقامات متبرک ہوتے ہیں۔ جہاں پر قیام کرنا اور عبادت بجالانا ایک نیک تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیوں اور بیعت کنندگان کو بار بار قادیان آنے کے لئے تحریک کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولائے کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی"

(روحانی خزائن جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۵۱)

آج ہم پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے کہ بار بار قادیان، ربوہ، یا لندن جانے کے علاوہ ایم ٹی اے کا چشمہ صافی پھوٹا ہے جو ہمیں چوبیس گھنٹے سیراب کر رہا ہے۔ قرآنی تعلیمات، آنحضرت ﷺ کی احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات، مجالس سوال و جواب، مختلف ممالک کے جلسہ ہائے سالانہ پر حضور کی تقاریر اور خطابات، درس قرآن و حدیث اور ملفوظات، مختلف زبانوں کو سیکھنے کے لئے کلاسیں، مختلف ممالک میں جماعتوں کے جلسے، بزرگان سلسلہ اور نومبایعین کے انٹرویو، صحت مند تفریح کے مناظر، دنیا بھر میں پھیلی ہوئی احمدیہ جماعتوں کی مساعی، پرسوز اور دلکش آوازوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور احمدی شعراء کا منظوم کلام۔ علمائے سلسلہ کی تقاریر روحانی صحت بخش پروگراموں کے علاوہ جسمانی صحت کے لئے ہومیوپیتھی کلاسیں، بچوں کی کلاس جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ خود شرکت فرماتے ہیں اور دیگر بے شمار پروگرام لے کر ایم ٹی اے ہمارے گھروں میں داخل ہو گیا ہے۔ جب چاہیں ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ دعوت الی اللہ کے لئے اپنے غیر از جماعت احباب کو ایم ٹی اے کے ذریعہ استفادہ کرا سکتے ہیں۔ ایم ٹی اے نے درحقیقت دجالی فتنہ کے سب دروازے بند کر دیئے ہیں اور اس کے علاوہ تعلق باللہ میں ترقی کرنے، عشق رسول میں فنا ہونے اور اسوۂ رسولؐ پر چلنے کی راہیں۔ سب سے بڑے عاشق رسولؐ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات سے فیضیاب ہونے، خلافت سے متمتع ہونے، تعمیری اور صحت مند تفریح حاصل کرنے جماعت احمدیہ کی ترقی اور شاندار فتوحات کے متعلق آگاہی حاصل کرنے اور ساری دنیا پر فتح پانے کے جہاد میں شریک ہونے کی راہیں ہم پر کھول دی گئی ہیں۔ الحمد للہ، ثم الحمد للہ۔

مکتوب آسٹریلیا

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل آسٹریلیا)

سرسوں کے پودوں میں پلاسٹک کے قدرتی پتے

کئی لوگ ہیں جو سرسوں کا ساگ شوق سے کھاتے ہیں۔ اگر اس کے پتے ربڑ کے بن جائیں تو پھر کیا ہو۔ خبر آئی ہے سائنسدان جینیاتی تبدیلیوں (Genetic Engineering) کے ذریعہ سے سرسوں کے بیج اور پتوں میں پلاسٹک کے مالیکیول (Plastic Polymers) پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں یعنی اسکے پتے بالکل پلاسٹک جیسے ہونگے اور ان تمام خصوصیات کے حامل ہونگے جن کا پٹرولیم سے پیدا کردہ مصنوعی پلاسٹک ہوتا ہے۔ لہذا زمین سے اگنے والے پلاسٹک سے وہ تمام چیزیں بنا کریں گی جو آجکل مصنوعی پلاسٹک سے بنتی ہیں (سنڈے ٹائمز لنڈن بحوالہ ڈیلی ٹیلیگراف سڈنی ۲۴۔ مارچ۔ ۹۷)

آسٹریلیا کے کرنسی نوٹ کاغذ سے نہیں بلکہ پلاسٹک سے بنتے ہیں۔ لہذا نوٹ چھاپنے کے لئے جس طرح کا چاہیں گے پلاسٹک اگا سکیں گے۔

حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ علیہ

(از قلم : مکرم ملک سیف الرحمان صاحب مرحوم)

امام تقی الدین ابوالعباس احمد بن شہاب الدین عبدالحلیم ۶۶۱ھ میں حران میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد اپنے زمانہ کے مانے ہوئے عالم اور محدث تھے اور حرانی کہلاتے تھے۔ امام صاحب کی ایک دور کی جدہ کا نام تیمیہ تھا جس کی طرف نسبت کی وجہ سے ان کی کنیت ابن تیمیہ مشہور ہوئی اور اسی کنیت سے آپ معروف ہیں۔

امام ابن تیمیہ کا قد درمیانہ، رنگ سفید، کالی گھنی داڑھی، سینہ چوڑا، آنکھیں بڑی بڑی ۔ غرض آپ بڑی دلنواز سنجیدہ اور بارعب شخصیت کے مالک تھے ۔ آپ کا گھرانہ بڑی علمی عظمت رکھتا تھا اور اپنے علاقہ حران میں جو شام کا ایک حصہ تھا بڑا اثر ورسوخ اور دینی قیادت کا شرف رکھتا تھا۔

یہ دور سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کے لئے بڑے اضطراب کا باعث تھا کیونکہ تاتاریوں کے ہاتھوں مرکز خلافت بغداد تباہ ہو چکا تھا اور اب ان کا رخ شام کی طرف تھا۔ انہی تاتاری حملوں کے خوف سے ابن تیمیہ کا خاندان حران سے ہجرت کر کے دمشق میں آبسا تھا۔ اس وقت ابن تیمیہ کی عمر سات سال تھی۔ دمشق اس زمانہ میں مجمع العلماء تھا کیونکہ حروب صلیبیہ کے دوران فلسطین کے علماء بھاگ کر دمشق آگئے تھے اس کے کچھ عرصہ بعد تاتاری حملوں کی وجہ سے عراق اور مشرقی علاقوں کے کئی علماء بھی دمشق آگئے اور بعض مصر کی طرف نکل گئے۔ بہر حال دمشق کے علمی ماحول میں ابن تیمیہ نے پرورش پائی۔ والد دمشق کی جامع مسجد کے واعظ اور اس کے ایک مدرسہ کے معلم تھے۔ ابن تیمیہ نے بھی اس علمی ماحول سے اثر لیا۔

آپ نے پہلے قرآن کریم حفظ کیا جو اس زمانہ کا دستور علمی تھا۔ اس کے بعد مروجہ علوم کی طرف توجہ مبذول کی۔ قابل اساتذہ سے استفادہ کا موقع ملا۔ حدیث آپ کا بڑا پسندیدہ موضوع تھا۔ چنانچہ اس زمانہ کے مشہور اساتذہ سے کتب حدیث پڑھیں۔ صحاح ستہ کے علاوہ مسند احمد بن حنبل بھی سبقاً پڑھی اور اس مضمون کا وسیع مطالعہ کیا۔ فقہ الحدیث میں بھی مہارت حاصل کی...... جب آپ کی عمر ۲۱ سال تھی کہ آپ کے والد ماجد فوت ہوگئے، لیکن آپ کی والدہ نے کافی لمبی عمر پائی اور اپنے لائق بیٹے کے عروج کے زمانہ کو بھی دیکھا۔

امام ابن تیمیہ کا حافظہ غضب کا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ الجمع بین الصحیحین للحمیدی آپ کو یاد تھی ۔ علوم عربیہ میں بھی آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ امام ابن تیمیہ میں متعدد وصف نمایاں تھے۔ بچپن سے ہی آپ بڑے محنتی، سختیوں کے عادی اور سنجیدہ طبیعت تھے۔ تیز ذہن، ملکہ حفظ میں مستحکم اور حساس طبیعت رکھنے والے تھے ۔ علم کا ذوق ورثہ میں ملا تھا۔ ان صفات کی وجہ سے بہت جلد اقران زمانہ سے آگے نکل گئے۔

چونکہ گھرانہ حنبلی المسلک تھا اس لئے ابن تیمیہ پر بھی یہ رنگ نمایاں رہا۔ اس زمانہ میں صلاح الدین ایوبی کی کوششوں کی وجہ سے عقائد میں امام ابوالحسن اشعری اور فقہ میں امام شافعی کا مسلک غالب تھا اس وجہ سے امام ابن تیمیہ کو جو حنبلی اور سلفی تھے شافعیوں اور اشعریوں کے مقابلہ میں بڑے بڑے معرکے سر کرنے پڑے۔ مخالفتوں کا ایک زور تھا جس سے امام ابن تیمیہ دوچار تھے۔

امام ابن تیمیہ اور درس و تدریس

ابن تیمیہ قریباً اکیس سال کی عمر میں اپنے والد کی وفات کے بعد مسند تدریس پر متمکن ہوئے۔ آہستہ آہستہ آپ کے درس کا غلغلہ بلند ہوتا گیا۔ آپ بڑے فصیح اللسان اور واضح البیان استاد تھے۔ باتوں میں بڑی مٹھاس اور بیان میں بڑا اثر تھا۔ ہر قسم کے خیال کے لوگ موافق اور مخالف سنی اور بدعتی، شیعہ اور معتزلہ سبھی شامل درس ہوتے اور اپنے اپنے طرف کے مطابق استفادہ کرتے۔

امام ابن تیمیہ اور ابتلاء

امام ابن تیمیہ تفوق علمی کے ساتھ ساتھ بڑے تیز طبیعت بھی تھے۔ مخالف پر بڑی شدت کے ساتھ حملہ آور ہوتے۔ اس زمانہ میں توہمات اور بدعات کا زور تھا۔ پیر پرستی اور قبر پرستی نے مسلم معاشرہ کی جڑیں کھوکھلی کر دی تھیں۔ امام ابن تیمیہؒ معاشرہ کی ان سب بیماریوں کے خلاف سینہ سپر ہوگئے۔ خصوصاً اس زمانہ کے صوفیوں کو جن کا بڑا اثر تھا آپ نے ہدف تنقید بنایا جس کی وجہ سے وہ آپ کے سخت خلاف ہوگئے۔

ان حالات میں ضروری تھا کہ جہاں ان کے کچھ حامی دوست اور عقیدت مند ہوں وہاں مخالفوں کی بھی کثرت ہو۔ چنانچہ حاکم مصر الناصر بن قلاوون کے پاس شکایت کی گئی۔ اس وقت شام کا علاقہ مصر کی عملداری میں تھا اس نے آپ کو بلا بھجوایا تو الناصر کو اگرچہ ان تیمیہ سے عقیدت تھی لیکن علماء کے شور و شر سے مجبور تھا وہاں کے قاضی نے الزام لگایا کہ یہ تجسیم اللہ کے قائل ہیں۔ آپ نے قاضی کو حکم ماننے سے انکار کر دیا کیونکہ اس سے پہلے اس کے حکم سے ایک عالم کو جس کا کوئی قصور نہیں تھا قتل کیا جاچکا تھا۔ چنانچہ اس قاضی نے آپ کو قید کر دیا۔ اٹھارہ ماہ آپ قید رہے۔ پھر الناصر کی کوشش سے رہائی پائی۔ آپ نے پھر سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور صوفیاء کے عقائد پر حملے برابر جاری رکھے۔ الناصر کا ایک پیر تھا جو وحدۃ الوجود کو مانتا تھا امام ابن تیمیہ اس عقیدہ کے سخت خلاف تھے۔ اس نے الناصر پر دباؤ ڈالا کہ ابن تیمیہ کو تنقید سے روکا جائے لیکن آپ کا موقف یہ تھا کہ جو بات حق ہے اس کے اظہار سے وہ رک نہیں سکتے۔ چونکہ شور و شغب بڑھ گیا تھا اور عوام پر صوفیاء کا بڑا اثر تھا اس لئے امام ابن تیمیہ کے سامنے تین تجویزیں رکھی گئیں۔ اول یہ کہ وہ قاہرہ سے الاسکندریہ چلے جائیں۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہاں ان کو کوئی جانتا نہیں اس لئے ان کو کوئی نہیں سنے گا اور ساتھ ہی یہ بھی شرط تھی کہ وہاں جاکر کوئی وعظ وغیرہ نہیں کرنا، زبان بند رکھنی ہے۔ اگر یہ منظور نہیں تو پھر زبان بندی کی اس شرط کے ساتھ واپس دمشق چلے جائیں اور تیسری صورت یہ ہے کہ آپ کو دوبارہ قید کر دیا جائے۔ تاہم قید خانہ میں آپ کے شاگرد آپ سے پڑھ سکیں گے۔ آپ نے اس تیسری صورت کو منظور کر لیا لیکن آپ زیادہ عرصہ قید خانہ میں نہ رہے۔ اپنے عقیدتمندوں کی وجہ سے جلد باہر آگئے اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا اور لوگ پہلے سے زیادہ آپ کے گرویدہ ہوگئے۔ اس دوران کئی ابتلاء بھی آئے جنہیں آپ نے صبر و شکر کے ساتھ برداشت کیا۔ الناصر نے ارادہ کیا کہ جن علماء نے آپ کو تکلیف دی ہے اور ایک لمبا عرصہ قید میں رہنے پر مجبور کیا ہے ان کو سزا دی جائے لیکن آپ نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ میں نے ان سب کو معاف کر دیا ہے۔

چنانچہ الناصر نے آپ کی بات مان لی۔ علماء تو خاموش ہوگئے لیکن صوفیاء کا شور کم نہ ہوا۔ انہوں نے پبلک کو اکسایا اور بعض جاہلوں نے آپ پر حملہ کیا اور آپ کی توہین کی۔ آپ کے حامی سخت مشتعل ہوگئے اور انتقام لینے کا عزم کیا۔ لیکن آپ نے بڑی سختی سے ان کو منع کیا اور فرمایا اگر تم میرے لئے انتقام لینا چاہتے ہو تو میں نے معاف کر دیا ہے اور اگر اپنے لئے انتقام لیتے ہو اور میری کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں تو پھر جو مرضی ہے کرو اور اگر خدا کے لئے انتقام لیتے ہو تو اللہ تعالیٰ اپنا حق لینے پر آپ قادر ہے تمہاری مدد کی اسے ضرورت نہیں۔ غرض لوگوں کو بڑی سختی سے آپ نے روکا اور کسی قسم کا فساد نہ ہونے دیا۔

امام ابن تیمیہ اور جہاد بالسیف

امام ابن تیمیہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ مرد میدان بھی تھے۔ آپ نے تاتاریوں کے خلاف جہاد میں مؤثر حصہ لیا۔ ۶۹۹ھ کے قریب دمشق کو تاتاریوں کے حملے کا بڑا خطرہ تھا یعنی علماء تو مصر کی طرف بھاگ گئے لیکن امام ابن تیمیہ نے وعظ و تلقین کے ذریعہ لوگوں کے حوصلے بڑھائے، انہیں جرأت کے ساتھ حملہ کا مقابلہ کرنے پر اکسایا۔ دوسری طرف آپ شہر کے عمائدین کا وفد لے کر تاتاری سالار غازان کے پاس گئے۔ غازان نے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن تاتاری وحشت و بربریت علی حالہ موجود تھی۔ یہ لوگ صرف نام کے مسلمان تھے۔ تمام عادات اور رسم و رواج ابھی کافرانہ تھے اور اپنے آپ کو چنگیز خان کے قانون کے تابع سمجھتے تھے۔ بہر حال جب وفد غازان کے سامنے حاضر ہوا تو آپ نے وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے غازان سے کہا: "آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ مسلمان ہیں، آپ کے لشکر میں قاضی، شیخ اور مؤذن سبھی ہیں لیکن اسلام کے آثار نہیں۔ آپ کے آباؤاجداد کافر تھے لیکن عہد کے پکے تھے آپ مسلمان ہو کر اس عہد کو توڑ رہے ہیں جو آپ نے اس علاقہ کے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا"۔ بات چیت کے بعد جب وفد کے سامنے کھانا چنا گیا تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ غازان نے پوچھا کھانا نہ کھانے کی وجہ کیا ہے۔ آپ نے کہا میں وہ کھانا کیسے کھا سکتا ہوں جو لوگوں کا مال لوٹ کر تیار کیا گیا ہے۔ لوگوں کے درخت کاٹ کر پکایا گیا ہے۔

غرض اسی طرح آپ نے بہت کچھ کہا اور ایسی فصیح و بلیغ تقریر کی کہ غازان آپ کی تکریم کرنے اور آپ کی بات ماننے پر مجبور ہو گیا۔ آپ کا فوری مقصد یہ تھا کہ غازان فی الحال دمشق پر حملہ نہ کرے اور قیدی رہا کر دے۔ غازان نے آپ کے دونوں مطالبے مان لئے لیکن کہا کہ مسلمان قیدی تو رہا کر دیتا ہوں لیکن عیسائی اور یہودی قیدی نہیں چھوڑوں گا۔ لیکن آپ نے کہا واپس جاؤں گا تو سبھی کے ساتھ جاؤں گا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اہل ذمہ کے بارہ میں فرمایا ہے 'لھم ما لنا و علیھم ما علینا' آخر غازان نے آپ کا مطالبہ مان لیا اور وفد کامیاب و کامران واپس دمشق آگیا۔

اہل دمشق کو برابر یہ اطلاعیں مل رہی تھیں کہ تاتاری لشکر تاڑ میں ہے۔ موقع ملنے پر ضرور دمشق پر حملہ کرے گا۔ اس لئے ابن تیمیہ لوگوں کو جہاد کے لئے برابر تیار کرتے رہے۔ ضروریات جہاد کا جائزہ لیا گیا۔ ادھر دمشق کے لوگوں نے امام ابن تیمیہ پر زور دیا کہ وہ مصر جائیں اور وہاں کے امیر الناصر کو شام کی مدد کرنے پر آمادہ کریں۔ چنانچہ امام صاحب کی سفارت کامیاب رہی اور ایک بھاری لشکر کے ساتھ شام کی طرف کوچ کیا۔ تاتاری لشکر نے اس دفعہ حملہ نہ کیا لیکن ۷۰۲ھ میں پوری تیاری کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ ادھر شام اور مصر کا لشکر بھی پوری طرح تیار تھا۔ دمشق کے علماء اور امراء نے تخت یا تختہ کے حلف اٹھائے، عوام کے حوصلے بڑھائے۔ امام ابن تیمیہ نے علماء کی قیادت کی اور بذات خود لڑائی میں عملی حصہ لیا۔ آخر یہ متحدہ طاقت تاتاریوں کے ساتھ پوری قوت سے ٹکرائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تاتاری لشکر کو شکست فاش دی اور پہلی دفعہ لوگوں کے دلوں سے یہ ڈر نکالا کہ تاتاری لشکر ناقابل شکست بلا ہے۔

دمشق کے قریبی پہاڑوں میں ایک اور مسلمان دشمن طاقت بھی تھی۔ حسن بن صباح کے بقیۃ السیف۔ یہ لوگ نام کے مسلمان تھے۔ الحشاشین یا جبلیہ کے نام سے مشہور تشیع اور تصوف کا ملغوبہ تھے۔ پہلے صلیبیوں کی انہوں نے مدد کی تھی اور اب تاتاریوں کے جاسوس بنے ہوئے تھے ۔ وہ موقع ملنے پر مسلمان دیہات پر حملہ آور بھی ہوتے لوٹ مار کرتے اور پہاڑوں میں جا چھپتے۔ قبرص کے عیسائیوں کے ساتھ ان کا گٹھ جوڑ تھا۔ خفیہ حملہ کر کے مسلمانوں کا اسلحہ اور ان کے گھوڑے، ان کی عورتیں اور ان کے بچے پکڑ لیتے اور قبرص کے عیسائیوں کے پاس بیچ دیتے۔ اس اندرونی دشمن کا قلع قمع بھی ضروری تھا۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ نے الناصر کی اجازت سے الحشاشین پر حملہ کیا اور ان کی طاقت کو پوری طرح کچل دیا۔ آپ نے وہاں کے پہاڑی جنگل کٹوادئے جہاں یہ لوگ چھپ جایا کرتے تھے۔

یہ زمانہ مسلمانوں کے مصائب کی انتہاء کا زمانہ تھا۔ اندلس میں مسلمانوں کی حکومت آخری دموں پر تھی۔ مشرق میں تاتاری غالب آگئے تھے۔ مصر، شام اور فلسطین ابھی صلیبیوں کے تباہ کن حملوں سے سنبھل نہ پائے تھے۔ مسلمانوں کا اندرونی انتشار بھی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ مختلف فرقوں کے باہمی تعصب نے بڑی خطرناک صورت اختیار کر لی تھی۔ اس دردناک حالت کے کئی مؤرخوں نے مرثیے لکھے ہیں۔ چنانچہ ابن الاثیر ایک نثری مرثیہ میں لکھتے ہیں کہ کاش مجھے ماں نہ جنتی یا امت مسلمہ کے یہ دردناک حالات لکھنے کے لئے میں زندہ نہ ہوتا۔ ایک مؤرخ کی حیثیت سے مجھے یہ دردناک قصہ لکھنا پڑ رہا ہے۔ ورنہ میرا دل خون کے آنسو بہا رہا ہے۔

ان حالات میں امام ابن تیمیہ نے دینی بگاڑ کو سنوارنے کی کوشش کی۔ بدعات اور رسوم کے خلاف جہاد کیا، باطنی توہمات کے ازالہ کی کوشش کی، لیکن حالات اس قدر بگڑ چکے تھے کہ آپ کی کوششیں کما حقہ بار آور نہ ہو سکیں۔ اس ناکامی کی ایک وجہ آپ کی طبیعت کی تیزی بھی تھی۔ لوگوں کے بزرگوں پر آپ کی تنقید بڑی سخت ہوتی تھی۔ اس شدت کی وجہ سے آپ کی کوششوں کا اثر صرف اہل علم طبقہ تک محدود رہا تھا۔

امام ابن تیمیہ کا مسلک

عقائد میں آپ سلفی تھے۔ تاویل اور مجاز کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ دینی مسائل میں آپ ظاہر مفہوم کو ترجیح دیتے، تاویل سے دور بھاگتے مثلاً "استویٰ علی العرش"

کے بارہ میں کہتے اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھے ہیں بیٹھنے کی کیفیت نامعلوم ہے۔ کرسی کا وجود ہے، لیکن اس کی کیفیت مجہول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چہرہ اور ہاتھ ہیں، لیکن کیفیت سے ہم بے خبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رویت ممکن ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ آسمان اول پر نزول اجلال فرماتے ہیں۔ غرضیکہ اس قسم کے مسائل کے بارہ میں وہ کسی تاویل کے قائل نہ تھے۔

صوفیاء کے اکثر نظریات کو وہ توہمات، شطحیات اور خلاف شریعت سمجھتے تھے۔ صوفیاء کے نظریہ اتحاد و اباحت اور ان کے خوارق یعنی شعبدہ بازی کو کفر قرار دیتے تھے۔ قبر پرستی کے سخت خلاف تھے اس تشدد نے ان کو اس حد تک پہنچادیا کہ زیارۃ قبور کے جواز کا بھی انکار کر دیا یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے جانے کو بھی جائز نہ سمجھتے تھے گویا حضورؐ کے فرمان کی محبت نے جذباتی محبت پر غلبہ پالیا تھا۔ وہ اس حدیث سے استدلال کیا کرتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا ہے۔ ایک اور حدیث بھی آپ کے پیش نظر تھی وہ یہ کہ حضرت عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک کی طرف ایک شخص کو آتے جاتے دیکھا تو فرمایا حضور ﷺ نے فرمایاہے کہ میری قبر کو عید اور خانقاہ نہ بناؤ جہاں کہیں بھی تم ہو تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں روضہ کے پاس کھڑا ہوا شخص اور اندلس میں رہائش پذیر شخص دونوں برابر ہیں۔

بعض مسائل فقہیہ کے بارہ میں بھی آپ کا موقف مذاہب اربعہ کے موقف سے مختلف تھا جس کی وجہ سے مقلد علماء آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔ مثلاً، طلاق بالیمین یا طلاق معلق کے جواز کے آپ قائل نہ تھے یعنی اگر کوئی یہ کہے کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو میری بیوی کو طلاق آپ کے نزدیک اگر وہ یہ کام کر بھی لے تو اس کی بیوی کو طلاق نہ ہوگی۔ اس کے لئے انہوں نے آئمہ اہل بیت کی روایات سے استدلال کیا جو کہ اس قسم کی طلاق کے قائل نہ تھے۔

اسی طرح بیک وقت تین طلاق کو وہ ایک طلاق قرار دیتے تھے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اسے ایک طلاق سمجھا جاتا تھا اور یہ کہ قرآن کریم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آپ حیض کی حالت میں دی ہوئی طلاق کو لغو اور بے اثر قرار دیتے تھے۔ آپ کے اس قسم کے نظریات کی وجہ سے شور بڑھ گیا۔ علماء نے آپ کے خلاف فتوے دیئے اور حکام نے علماء اور عوام کی شورش سے ڈر کر آپ کو قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ آپ کے جسم کو تو قید کیا گیا، لیکن آپ کے نظریات اور آپ کی تحریرات کو قید نہ کر سکے۔ آپ کے عقیدت مند برابر کسی نہ کسی طرح قلعہ میں پہنچتے اور آپ کے خیالات اور آپ کے رشحات قلم کی اشاعت میں کوشاں رہتے۔ اس صورت حال سے چڑ کر علماء نے شور مچایا اور امیر شہر کو مجبور کیا کہ آپ کے پاس کسی کو نہ جانے دیا جائے اور آپ سے قلم دوات لے لی جائے، کسی قسم کا کوئی کاغذ بھی اندر نہ جانے پائے۔

یہ پابندی آپ کے لئے ناقابل برداشت تھی لیکن سب کچھ خدا کی خاطر تھا اس کی تقدیر پر آپ راضی تھے۔ آپ کی آخری تحریر کہیں سے حاصل کردہ کوئلہ سے لکھی ہوئی آپ کی وفات کے بعد ملی۔ یہی سختیاں جھیلتے جھیلتے آپ ۷۲۸ھ میں جبکہ آپ کی عمر ستاسٹھ (۶۷) سال تھی اپنے رب کے پاس حاضر ہو گئے۔ آپ کا جنازہ قلعہ سے باہر لایا گیا۔ ایک خلق کثیر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور اپنے آزاد منش امام کو آخری سلام پیش کیا۔ "فللہ الامر اولاً و آخراً. وھو السمیع العلیم".

امام ابن تیمیہ کی کتب

امام ابن تیمیہ بہت لکھنے والے کثیر التصنیف بزرگ تھے۔ بلا مبالغہ ہزاروں صفحات لکھے۔ بعض نے آپ کی چھوٹی بڑی پانچ سو کے قریب کتب شمار کی ہیں جن میں کئی طبع ہو چکی ہیں۔ آپ کی بعض کتب کے نام یہ ہیں۔

"منھاج السنة، رفع الملام عن آئمة الاعلام، معارج الوصول الحسبة فی الاسلام، الجوامع فی السیاسة الالٰھیة، السیاسة الشریعة الواسطة و فصل المقال، الرسالة التدمیریه، الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ردالمنطقیین، الحمویه الکبریٰ، الوسیلة، القواعد. (یہ مختلف مسائل کے بارہ میں آپ کے نوٹ ہیں)۔ الرسائل (یہ مختلف آمدہ سوالوں کے جواب ہیں)۔

علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد (م ۷۴۴) نے آپ کی سوانح عمری لکھی جس کا نام "العقود الدریة" ہے۔ اس میں آپ کی کتابوں کی جو فہرست دی ہے وہ اکتالیس (۴۱) صفحات پر مشتمل ہے۔ اور ساتھ ہی لکھا ہے کہ یہ ایک مختصر فہرست ہے ورنہ آپ کی تحریرات اس سے زیادہ ہیں۔

آپ کے فتاویٰ جو فتاویٰ امام ابن تیمیہ کے نام سے مطبوعہ ہیں کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔

امام ابن تیمیہ کا درس بھی بڑا مشہور اور مقبول تھا۔ سینکڑوں لوگ آپ کے علم سے سیراب ہوئے۔ آپ کے شاگرد امام ابن القیم نے تو عالمگیر شہرت حاصل کی اور آپ کے صحیح جانشین اور نائب قرار پائے۔

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرماکر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

افراد کی مشترکہ مجالس لگانے کی بجائے اب یہاں بھی اور دوسری جگہ بھی زبانوں کے لحاظ سے الگ الگ مجلسیں لگائی ہونگی۔

حضور نے فرمایا کہ کام اللہ کے فضل سے پھیلتے جاتے ہیں مگر اس کے ساتھ ایم ٹی اے کے ذریعہ بہت سے بوجھ ہلکے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا کہ جن لوگوں کے سوالات کے جواب کل کی مجالس میں وقت کی کمی کیوجہ سے نہیں دیئے گئے ان سوالات کے جوابات لندن سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ان کی زبانوں میں نشر کئے جائیں گے۔

حضور نے ایک اہم ہدایت یہ فرمائی کہ اس کے علاوہ مقامی طور پر آپ میں سے کثرت سے ایسے لوگ تیار ہونے چاہئیں جو خود مجالس سوال وجواب لگائیں اور دعا کرتے ہوئے پورے اطمینان کے ساتھ جواب دینا سیکھیں۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت جرمنی کے بڑھتے ہوئے کام پر گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہی یہ کام سنبھالنے ہیں۔ وہی ہمیشہ سنبھالتا آیا ہے۔ کچھ آپ میں سے کام کرنے والے پہلے سے بڑھ کر آگے آئیں گے۔ اس خوف سے کہ ہم ان کو سنبھال سکیں گے یا نہیں۔ آپ نے اپنے قدم نہیں روکنے۔ یہی نصیحت دنیا بھر کی جماعتوں کو ہے۔

حضور نے فرمایا یہ سال مباہلہ کا سال ہے۔ دشمن نے یہ دعائیں کی تھیں کہ اے خدا یہ سال احمدیت کی ہلاکت کا سال ہو۔ یہ دعائیں انگلستان میں بھی اور جرمنی کی مساجد میں بھی مانگی گئیں۔ اس کے برعکس خدا تعالیٰ نے ہمیں بھی کچھ دعاؤں کی توفیق عطا فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نشان دکھا رہا ہے۔ حضور نے بتایا کہ گزشتہ سارے سال میں بیعتوں کی تعداد ۱۶ لاکھ کے قریب تھی اور اب آج تک قریباً اتنی ہی تعداد اس سال پہنچ چکی ہے۔ ابھی اس سال کے چند ماہ باقی ہیں ہرگز بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو دگنا کر دے۔

حضور نے جماعتوں کو ہدایت فرمائی کہ تربیت کے لئے الگ انتظام نہیں کرنا۔ ایک تبلیغ کی ٹیم بنائیں جو تیزی سے آگے بڑھے۔ دوسری تربیت کی ٹیم جو احمدیت میں داخل ہونے والوں کو سنبھالنے پر مقرر ہو۔ ان میں سے سعید فطرت کو چن کر ان کی کلاسیں لگائیں۔ ان کلاسز میں احمدیت کے عقائد اور آئندہ کس طرح تبلیغ کرنی ہے یہ بھی بتایا جائے۔ آئمہ مساجد کو اور نوجوانوں کو ان میں داخل کریں۔ جب وہ کلاس ختم ہو تو وہ اپنے علاقہ میں مزید تبلیغ کے لئے پھیل جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ کل کی ایک مجلس میں نفس مطمئنہ کے متعلق بھی سوال تھا۔ چنانچہ حضور نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیات کی روشنی میں نفس مطمئنہ کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نفس مطمئنہ ہی ہے جو بالآخر فتح پائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ بعض اوقات انسان محسوس کرتا ہے کہ اسے نفس مطمئنہ مل گیا ہے مگر کچھ دیر بعد لگتا ہے کہ نہیں ابھی نہیں نصیب ہوا۔ حضور نے تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ دنیا کی پیروی سے دنیا کو حاصل کرنے کے نتیجہ میں بھی اطمینان نصیب نہیں ہوتا بلکہ ایسے لوگوں کی حرص اور بڑھ جاتی ہے۔ اور مزید کی طلب انہیں بے چین رکھتی ہے۔ اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جنہیں دنیا ہاتھ ہی نہیں آتی۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کے ذکر میں اطمینان ہے اور اسی میں اطمینان ہے مگر اللہ کے ذکر میں اطمینان تب ہو سکتا ہے اگر اللہ کا ذکر اچھا لگے اگر اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتا ہے تو اس کے نتیجہ میں دنیا سے رفتہ رفتہ دل ہٹتا چلا جاتا ہے۔ پس ہر انسان اپنے دل میں جان سکتا ہے کہ مجھے نفس مطمئنہ ملا تھا یا نہیں کیونکہ نفس مطمئنہ ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کو اللہ کے ذکر پر قرار آجائے۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ کو یاد رکھنے والوں کے لئے لازم ہے کہ اللہ کی صفات کی جلوہ گری کو یاد رکھیں۔ اللہ کی یاد سے قرار پکڑنے کے نتیجہ میں اس کی مخلوق سے بھی ایک تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ محض دنیا کے حسن کی خالق سے الگ رکھ کر پیروی کرنا آپ کو اطمینان نہیں دے سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ نفس مطمئنہ جن کو مل جائے وہ بھی بے قرار ہوا کرتے ہیں مگر ان کی بیقراری اللہ کی خاطر ہو گی۔ وہ جب کسی کو خدا سے دور ہٹتا ہوا دیکھیں گے تو وہ بے قرار ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ نفس مطمئنہ ایک ایسی حالت کا نام ہے جو اللہ کی صفات سے محبت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج جماعت احمدیہ کو ضرورت ہے کثرت کے ساتھ نفس مطمئنہ پیدا کرنے والوں کی۔ کیونکہ اگر ان کو نیکیوں پر نفس مطمئنہ نصیب ہو جائے تو لازم ہے کہ یہ جماعت غالب آکر رہے گی۔

حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ فی الحقیقت ہمیں نفس مطمئنہ عطا کرنا شروع کر دے۔ جب نیکی سے آپ اتنا پیار کرنا سیکھ لیں گے کہ نیکی آپ کی جان بن جائے اسوقت آپ کو نفس مطمئنہ نصیب ہو گا۔ اللہ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: — حاصل مطالعہ

(جیسے ہفت روزہ "زندگی" لاہور) کو بھی چیخ اٹھنا پڑا کہ:

"اتنی نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ!"

ہمارا اسی وقت یہ خیال تھا کہ یہ ان کی "طبع زاد" نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حال ہی میں بات واضح ہو گئی اور مولانا مودودی نے بہ نفس نفیس ایک طرف یہ ارشاد فرما کر کہ "جماعت اسلامی ہندوستان کی مسلمان قوم کے دفاع کے حصار ثانوی کے طور پر قائم کی گئی تھی!"...... قطع نظر اس سے کہ یہ صحیح ہے یا غلط کم از کم اپنی طرف سے تو اپنی "مسلمان اور موجودہ سیاسی کش مکش حصہ سوم" اور "مسئلہ قومیت" ایسی تالیفات سے اعلان براءت کر دیا......

...اور دوسری طرف یہ اعلان کر کے کہ "ہم نہ مردوں کو داڑھی رکھنے پر مجبور کریں گے نہ عورتوں کو برقع پہننے پر!" نہ صرف یہ کہ اپنی مایۂ افتخار تصنیف "پردہ" سے رجوع کرلیا بلکہ اپنی مبینہ "راسخ العقیدگی" سے تائب ہو کر "لبرل اسلام" کی بارگاہ میں سجدہ سہو بھی ادا کر دیا۔

"دیکھ کعبے میں شکست رشتہ تسبیح شیخ
بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ!"

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

fozman foods
A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

مذہب، فلسفہ، سائنس اور پھر مذہب

قرآن مجید کے مطالعہ کی روشنی

(پروفیسر سعود احمد خان۔ ربوہ)

مضمون کے شروع میں یہ عرض کر دوں کہ اس میں فلسفہ اور سائنس کے نظریات اور فارمولوں یا دریافتوں کے ساتھ قرآن مجید کی ہم آہنگی دکھانے کی کوشش نہیں کی گئی کیونکہ قرآن مجید ایک ابدی اور سرمدی صداقت ہے جبکہ فلسفہ اور سائنس کے نظریات اور انکشافات ہر آن بدلتے رہتے ہیں۔ یہی حال تاریخ کے نت نئے شواہد کا ہے جو تاریخی نتائج پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس مضمون میں یہ دکھانا مقصود ہے کہ مذہب کی ہدایت کو چھوڑ کر فلسفہ اور سائنس نے انسان کو کس زبوں حالی سے دوچار کر دیا ہے اور علم و آگہی کی اس کسمپرسی کی حالت میں قرآن مجید انسان کی کس طرح دستگیری کے لئے اب بھی ایک زندہ حقیقت کے طور پر موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔

انسان اور کائنات

میں نے فلسفے اور سائنس کی موشگافیوں کے بغیر کائنات کی حقیقت مطلقہ کی تلاش میں انسانی تجربات کا ذکر مذہب، فلسفہ اور سائنس کی ترتیب میں کیا ہے اور چونکہ "کل شئی یرجع الیٰ اصلہ" کا اصول بھی دنیا میں کسی نہ کسی رنگ میں کارفرما دکھائی دے رہا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ ترتیب اور زیادہ مناسب ہو جائے اگر اس کے آخر میں پھر مذہب کو رکھ دیا جائے۔ کیونکہ مذہب کی بنیادی حقیقتوں کو چھوڑ کر جب انسانی دنیا کو سمجھنے کی کوشش کی گئی تو فلسفہ کا علم پیدا ہوا ہے۔ انسانی دنیا کو سمجھنے کی بات میں اس لئے کر رہا ہوں کہ اس دنیا کا باسی ہوتے ہوئے کائنات کی ہر چیز کو انسان اپنی دنیا کے تعلق سے ہی دیکھ سکتا ہے حالانکہ وہ اب دوسرے اجرام فلکی میں بھی پہنچتا دکھائی دے رہا ہے لیکن پھر بھی دنیا کے ماحول کے اندر رہ کر۔ اس سے آگے رسائی کے لئے اس کے پاس خود پیدا کردہ نہ وسائل ہیں نہ شعور۔ شاید اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذو من اقطار السماوات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان" (سورہ الرحمان آیت ۳۴)۔

یعنی اے جن وانس کے گروہ! اگر تم میں طاقت ہے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل بھاگو تو نکل کر دکھاؤ۔ تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے سوائے کائنات میں مکمل غلبہ حاصل ہو جائے۔

اور یہ انسانی طاقت سے باہر ہے کیونکہ اس کا ہر عمل بہر حال نظام کائنات کے قوانین کے مطابق ہوگا۔ جو انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہاں غلبہ والی ذات خالق و مالک رب العالمین خود کوئی راہ دکھائے تو دوسری بات ہے۔ پھر بھی انسان غالب نہ ہوگا۔ غلبہ تو بہر حال کائنات کو چلانے والی ذات کا ہی ہوگا۔ جو رب العالمین اللہ ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ مذہب کی راہنمائی سے نکل کر انسانی خیالات اور فکری جولانیوں نے فلسفہ کو جنم دیا لیکن مذہب کا تعلق تو خدا یا مافوق الفطرت ذات سے ہے اور اس پر انسان کا ایمان تو ابتدائے آفرینش سے ہے۔ یہ بات Anthropology یعنی ماقبل تہذیب کے آثار سے بخوبی ثابت ہے۔ پس اس غور و فکر کے تگاپو میں انسان کی اپنے ہی گرد و پیش کی اشیاء تک رسائی رہی جو مادی ہیں تو روحانیت سے منہ موڑ کر وہ فلسفہ کے راستے سے مادیت میں پھنس گیا حالانکہ مادہ سے ماوراء عالم کا تو اس کو انکار نہ تھا لیکن الٰہی بصیرت کے فقدان کے سبب بس اٹکل پچو سے کام چلایا لیکن وہاں نظریات کے جال میں الجھ کر رہ گیا۔ البتہ سائنس میں کچھ جائے فرار ملی کہ وہاں بجائے نظریات کے مادہ کو انرجی یعنی توانائی میں تحلیل ہوتا دیکھ کر جو غیر مرئی ہے روحانی حقائق کی طرف راجع ہے اور علن ہے کہ اس کا یہ سفر اس کو پھر مذہب کی طرف لے جائے۔ اسی طرح قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ ہماری توجہ مبذول کراتی ہے۔ فرمایا:

" و اذ اخذ ربك من بنى آدم من ظهورهم ذريتهم و اشهد هم علىٰ انفسهم . الست بربكم . قالوا بلا" (سورہ الاعراف آیت ۱۷۳)۔

یعنی اور تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں میں سے ان کی اولاد کو لیا اور ان کو اپنی جانوں پر گواہ ٹھہرایا۔ اور پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔

اسی لئے سائنس کی اس کم مائیگی کا اظہار کرتے ہوئے انگلستان کے مشہور پروفیسر آف فلاسفی سی۔ ای۔ ایم۔ جوڈ (C.E.M.Jode) سائنس دانوں کے مذہب کی طرف رجوع پر یوں اظہار خیال فرماتے ہیں:۔

The imaginative concept of reality no longer being limited by likeness to the things we can see or touch,there is room for wider views.Value,for example,may be real,and so may be the objects of ethical and religous consciousness ....

.... the reasons which physical science was formally thought to provide for supposing that riligion was neccessarlly false no longer obtain, and the way is,there for , open for reconsidration of the religiuos interpretation of the universe on merits.

(Guide to modern thoughts revised & enlarged edition, pan books Ltd. London 1948)

حقیقت مطلقہ کا خیالی نظریہ اب مادہ کی متشابہ اشیاء میں ہی جن کو ہم دیکھ اور چھو سکیں محدود نہیں رہا۔ اس کے لئے اب وسیع تر تناظر کی ضرورت ہے۔ بعض اقدار بھی مبنی بر حقیقت ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح اخلاقی اور مذہبی شعور سے متعلق اوصاف......... فزیکل سائنس یعنی طبیعات کا وہ استدلال جس سے مذہب کا غلط ہونا لازم سمجھ لیا گیا تھا اب قابل قبول نہیں رہا بلکہ کائنات کی مذہبی توجیہات کو ان کے افادی استحقاق کی بنا پر در خود اعتناء سمجھے جانے کے لئے راستہ ہموار ہو گیا ہے۔

یہاں مذہب کو ایک برتری حاصل ہے اور وہ یہ کہ اس مالوس انسان کی اسلام نہ صرف رہنمائی فرماتا ہے بلکہ اس کے شرف کو بلند و بالا کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" الله الذى ...... سخر لكم ما فى السمٰوٰت وما فى الارض جميعاً منه ان فى ذالك لأيات لقوم يتفكرون"

(سورہ الجاثیہ آیت ۱۴)

یعنی اللہ وہی ہے جس نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے پیدا کیا ہے۔

گویا انسان گوشت پوست اور استخوان کا محض ایک پتلا نہیں بلکہ تسخیر کائنات کے مشن کا علمبردار ہے۔

تسخیر کائنات

اس میں شک نہیں کہ فلسفہ اور سائنس جو نت نئے انکشافات کرتے رہتے ہیں ان سے بھی انسان کو کچھ نہ کچھ فائدے پہنچتے ہیں۔ اور کائنات اسی نسبت سے مسخر ہوتی دکھائی بھی دیتی ہے۔ لیکن نتیجہ اتنا خوش کن نہیں ہوتا۔ کیونکہ مذہب کی طرح یہ علوم انسان کو ان انکشافات کے جائز اور ناجائز استعمال کے بارے میں کوئی تلقین نہیں کرتے۔ سائنس تو اس بارے میں نہ کچھ کہتی ہے اور نہ کچھ کہہ سکتی ہے۔ البتہ فلسفہ ضرور اخلاقیات کی بات کرتا ہے اور انسانی اعمال کے بارے میں کچھ نہ کچھ رائے رکھتا ہے۔ لیکن ایسے فلسفی بھی ہیں۔ جنہوں نے کائنات کے سامنے لاچاری کا اظہار کر دیا جیسے افلاطون نے ایک بت کے آگے مرغ کی قربانی پیش کر دی۔ بعض فلسفیوں نے انسان میں اخلاقی اقدار کا یکسر انکار ہی کر دیا جیسے تھامس ہابس نے Self Preservation کے تحت انسان کو صرف خود غرض ہی بتایا کہ اس کی تخلیق میں یا فطرت میں اخلاق کا عنصر ہی ناپید ہے اور ایسے فلسفی بھی ہیں جنہوں نے بداخلاق ہونے میں انسان کو کامیاب ہونے کی راہ بتلائی۔ جیسے میکاولی نے پرنس کو وقت پڑنے پر بداخلاق ہونے میں تلقین کی اور بااخلاق ہونا بھی اپنی مملکت کی بقا کی خاطر بتایا، نہ کہ اعلیٰ انسانی اقدار کو بلند کرنے کے لئے۔ ہیگل نے Dialecticism کی انتہا کسی ایک قوم کی دوسری اقوام پر برتری کو بتایا اور کارل مارکس نے اسی Dialecticism میں Materialism کو داخل کرنے کی کشمکش حیات کو اقتصادی ضروریات میں مقید کر دیا اور فرد کی جائز پرائیویسی کو بھی ختم کر دیا۔ اور ایسی مساوات کی تعلیم دی جس میں فرد کی اہمیت کی ہی نفی ہو گئی۔ اور اس طرح شرف انسانیت کا ہی خاتمہ کر دیا۔ اور جن فلسفیوں نے اخلاقیات کی بات کی بھی تو نظریات میں ایسے کھوئے کہ ان کی باتیں عملی پیچیدگیوں کا گورکھ دھندا دکھائی دینے لگیں۔ بعض سائنسی انکشافات بھی فلسفہ کی غلط روش میں ممد ثابت ہوئے۔ Evolution یعنی مسئلہ ارتقاء Survival of the fittest کا اصول Self-preservation کی تائید کرتا نظر آتا ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ فلسفی حضرات اور سائنس دان جان بوجھ کر دنیا میں فساد کو ہوا دیتے ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کی تحقیقات اور نظریات سے مفسدوں کو شہ ملی اور ان دونوں نے ان کو روکنے میں کوئی اہم کردار ادا نہ کیا۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ ہٹلر کے نازی ازم کو ہیگل کے Dialecticism سے ہی شہ ملی تھی۔ اور جنگ عالمگیر دوم کے خاتمہ پر ایٹم بم کی تباہ کاریوں سے کوئی سائنس دان ہیروشیما اور ناگاساکی کی شہری آبادی کو آناً فاناً تباہ ہونے سے نہ بچا سکا۔ اور فلسفی حضرات بھی ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کچھ نہ کر سکے اور ان کے اخلاقیات کے پلندے دھرے کے دھرے رہ گئے۔

مذہب اور اس کے بالمقابل فلسفہ اور سائنس میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ مذہب بایں ہمہ دشواری بسیار فلسفیوں اور سائنس دانوں کو ان کی کاوشوں سے روکتا نہیں جبکہ ان دونوں میں بکثرت ایسے دانشور رہے جو ہر دور میں مذہب کی افادیت کے منکر رہے۔ حالانکہ مذہب اور خاص طور سے اسلام نے جہاں تسخیر کائنات کا نظریہ پیش کیا وہاں "ان فى ذالك لأيات لقوم يتفكرون" کہہ کر یہ بھی بتا دیا کہ زمین و آسمان میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور اس طرح ان دونوں علوم کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اور عقل اور مشاہدہ سے استفادہ کرنے والوں کے لئے فرمایا:۔ "يوتى الحكمة من يشاء و من يوت الحكمة فلا اوتى خيراً كثيراً" یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا فرماتا ہے۔ اور جس کو حکمت دی گئی وہ واقعی بڑی دولت سے نوازا گیا۔ البتہ یہ تنبیہ ضرور کرتا ہے۔ "قل للذين آمنوا يعفوا للذين لا يرجون ايام الله ليجزى قوماً بما كانوا يكسبون" یعنی مومنوں سے کہہ دو کہ ان لوگوں کو معاف کر دیں جو اپنی حکمت کو غلط راستے پر لے جا کر اللہ تعالیٰ کے نظام سے مایوس ہو جاتے ہیں تو اب قانون قدرت ان کے اعمال کے مطابق ان سے نبٹے گا۔ گویا اہل مذہب کو کہہ دیا کہ تم ان مادی دانشوروں کی راہ میں روڑے نہ اٹکانا خواہ یہ تمہاری راہ میں کتنے ہی روڑے اٹکائیں۔ ان کو آزادی ہونی چاہئے البتہ اللہ کا قانون قدرت بھی اپنا عمل کرے گا۔ ان کی دشمنی میں نہیں بلکہ ہر عمل کا ایک نتیجہ ہونا لازمی بات ہے۔ فلسفہ اور سائنس دونوں میں Cause & effect کے قانون قدرت کو تسلیم کیا گیا ہے اور ویسے بھی عام انسانی مشاہدہ اور تجربہ کے عین مطابق ہے کہ جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔ اور یہ بات مادہ پرست اہل حکمت کے لئے مختص نہیں جو اس کے دین پر ایمان لانے کے دعوے دار ہوتے ہیں ان کے لئے وعید سنائی گئی۔

" احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا آمنا وهم لا يفتنون " (العنکبوت آیت ۲) یعنی کیا ان لوگوں نے جو ایمان لائے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہنا کافی ہے کہ ہم ایمان لائے اور انکی آزمائش نہ ہو گی۔

بنائے تہذیب

کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس قدر منصفانہ اور غیر جانبدار تعلیم کے باوجود جب کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ہدایت آئی فلسفی اور مادہ پرست سائنس دانوں نے عام جہلاء کی طرح اس کا انکار کیا بلکہ بعض اوقات ایسے ہادیوں کا تمسخر اڑایا گیا۔ حالانکہ جہاں دو آدمیوں کے بیان میں اتفاق ہو جائے تو عام دنیا کی عدالت میں بھی ایسی گواہی کو وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ لیکن تعجب کی بات ہے کہ تاریخ عالم شاہد ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے لوگ آتے رہے جو اپنے اپنے معاشرے میں وقیع سمجھے

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے مظہرِ اتم حضرت اقدس مسیح موعودؑ میں مماثلت

حضرت صوفی عبدالرزاق الکاشانیؒ نے فرمایا کہ 'تمام انبیائے گزشتہ علوم و معارف میں امام موعودؑ کے تابع ہوں گے اسلئے کہ امام موعودؑ کا باطن دراصل محمد مصطفی ﷺ کا باطن ہے'- حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا "امام موعودؑ آنحضرت ﷺ کی حقیقی تصویر ہوگا"- شیعہ عالم علامہ باقر مجلسیؒ نے فرمایا "امام موعودؑ یہ اعلان کرے گا کہ اے لوگو! جو شخص محمد مصطفی ﷺ اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھنا چاہتا ہو وہ مجھے دیکھے کیونکہ محمد مصطفی ﷺ اور امیر المومنین میں ہوں"-

ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا مارچ ۹۷ء مسیح موعودؑ نمبر ہے جسمیں محترم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب نے اپنے مضمون میں واقعات کے حوالے سے آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے عظیم روحانی فرزند و خادم حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کے درمیان کئی مماثلتوں کا ذکر کیا ہے- آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں توحید کی غیرت اور توکل علی اللہ کے کئی واقعات ملتے ہیں مثلاً قریش مکہ کو آپؐ کا یہ جواب کہ خواہ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند لاکر رکھ دو تو بھی میں توحید کی تبلیغ سے باز نہیں آؤں گا- اور پھر جنگ احد کے بعد جب آنحضور ﷺ شدید زخمی تھے لیکن مشرکین کے 'ھبل کی جے' کے نعرہ کے جواب میں خدائے واحد کا نام بلند کرنے کا ارشاد فرمایا- اور ایک بار جب آپؐ کو تنہا پاکر ایک دشمن نے تلوار سونت کر پوچھا کہ اب آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچائیگا تو آنحضورؐ نے اطمینان سے فرمایا "میرا اللہ"- اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی بھی کئی ایسے واقعات سے مزین ہے- جب دشمن کی بدنیتی کا ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا "وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے"- پھر ایک آریہ کے اعتراض کے جواب میں جب حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ نے تاویل کی کہ حضرت ابراہیمؑ کو جس آگ میں ڈالا گیا تھا وہ حقیقی نہیں تھی بلکہ دشمنی اور شرارت کی آگ تھی تو حضورؑ نے فرمایا "اس تاویل کی ضرورت نہیں تھی...... ہمیں کوئی دشمن آگ میں ڈال کر دیکھ لے، خدا کے فضل سے ہم پر بھی آگ ٹھنڈی ہوگی، ہمیں آگ سے مت ڈراؤ، آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے"- ایک بار حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے گھبراکر اطلاع دی کہ ایک پولیس افسر حضورؑ کی گرفتاری کے لئے آرہا ہے تو فرمایا "لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی اور سونے کے کنگن پہنا کرتے ہیں- ہم سمجھیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے رستہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے"- پھر فرمایا "ایسا نہیں ہوگا، میرا خدا مجھے اس رسوائی سے بچائے گا"-

آنحضرت ﷺ نماز میں کبھی اتنا لمبا قیام کرتے کہ پاؤں متورم ہو جاتے- جنگ بدر اور کئی دیگر مواقع پر رات رات بھر آپؐ نے اس طرح دعائیں کیں کہ صحابہؓ بیان کرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا تھا گویا چکی چل رہی ہو یا ہنڈیا ابل رہی ہو- یہی حال آپؐ کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعودؑ کا تھا- حضرت میاں فتح دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک تاریک رات میں نے حضورؑ کو مسجد مبارک میں ماہی بے آب کی طرح تڑپتے دیکھا، رات بھر اضطراب کے عالم میں ٹہلتے رہے- اگلے روز حضورؑ سے اسکی وجہ دریافت کی تو فرمایا "ہمیں تو جس وقت اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو مصیبتیں اسلام پر آرہی ہیں ان کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے اور اسلام کا درد ہمیں اس طرح بے قرار کر دیتا ہے"- حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ طاعون کے ایام میں حضورؑ آستانہ الٰہی پر یوں گریہ و زاری کرتے تھے جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو-

مضمون نگار عشقِ قرآن، سخاوت و مہمان نوازی وغیرہ کے حوالے سے آقا اور خادمؑ کی مماثلت کے متعدد واقعات بیان کرکے لکھتے ہیں کہ جس طرح آنحضور ﷺ کو حضرت انس بن مالکؓ بطور خادم خاص عطا ہوئے اور آنحضورؐ کی شفقت کے مورد بنے اسی طرح کا سلوک حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ نے حضرت اقدسؑ سے پایا- آنحضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت زیدؓ جیسا غلام عطا کیا تو آپؑ کو حضرت عبدالرحمٰن قادیانیؓ جیسا غلام ملا، دونوں نے ماں باپ کی محبت پر اپنے آقا کے سایہ عاطفت کو ترجیح دی- آنحضرت ﷺ کو حضرت ابوہریرہؓ نصیب ہوئے تو حضورؑ کو حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ عطا کئے گئے-

وفات کے وقت آنحضرت ﷺ کے لبوں پر یہ الفاظ تھے "اللھم بالرفیق الاعلیٰ" تو آپؐ کے غلام کی زبان پر بھی یہ الفاظ تھے "اے خدا، اے میرے پیارے خدا"

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے
احمد کو محمدؐ سے تم کیسے جدا سمجھے

-......☆......☆......☆......-

اسی شمارہ میں محترم ہدایت اللہ ہادی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں بعض مشاہیر کی تحریریں پیش کی ہیں- علامہ نیاز فتحپوری لکھتے ہیں "اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کرکے دکھادی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوہ نبیؐ کا پرتو کہہ سکتے ہیں"-

انگریزی اخبار 'پائنیر' (۳۰ مئی ۱۹۰۸ء) میں لکھتا ہے "انہوں نے بشپ ویلڈن کو چیلنج کیا تھا جس نے اسے حیران کر دیا کہ وہ نشان نمائی میں ان کا مقابلہ کرے- اور مرزا صاحب اس بات کے لئے تیار تھے کہ بشپ صاحب حالاتِ زمانہ کے ماتحت جس طرح چاہیں اپنا اطمینان کرلیں کہ نشان دکھانے میں کوئی فریب اور دھوکہ نہ ہو...... وہ لوگ جنہوں نے مذہبی میدان میں دنیا کے اندر حرکت پیدا کردی ہے وہ اپنی طبیعت میں انگلستان کے لارڈ بشپ کی نسبت مرزا غلام احمد صاحب سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں"-

-......☆......☆......☆......-

حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ

حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب علماء اہلحدیث میں شمار ہوتے تھے اور انجمن اہلحدیث کے رکن تھے- آپکے علمی مضامین مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے رسالہ "اشاعۃ السنہ" میں بھی شائع ہوا کرتے تھے- جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا اور پھر پیشگوئی مصلح موعود فرمائی تو آپ نے قادیان جاکر حضرت اقدس علیہ السلام سے مناظرہ کیا لیکن تسلی نہ ہوئی اور ناکام واپس آگئے- پھر ۱۹۰۲ء میں ۲۱ سوال نوٹ کرکے دوبارہ قادیان پہنچے- آپ نے یہ حدیث پڑھی ہوئی تھی کہ آنے والے مسیح کے پاؤں میں لپہ نہیں ہوگا یعنی تلوے ہموار ہوں گے- چنانچہ آپ قادیان پہنچے تو حضرت اقدسؑ مسجد مبارک میں شہ نشین پر تشریف فرما تھے اور آپکے پاؤں نیچے لٹک رہے تھے- مولوی صاحب نے بڑھ کر حضورؑ کے پاؤں دبانا شروع کئے- لوگ سمجھے کہ یہ شخص خادم ہے اور خدمت کی غرض سے دبا رہا ہے لیکن تھوڑی دیر بعد حضورؑ نے مولوی صاحب کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ مولوی صاحب خدا کے پیاروں کا امتحان کرنا اچھا نہیں ہوتا- اس پر لوگ متعجب ہوئے اور مولوی صاحب نے یقین کرلیا کہ یہ شخص واقعی راستباز ہے- پھر مولوی صاحب نے اپنے سوالات حضورؑ کے سامنے پیش کئے اور اسی وقت قبول احمدیت کی سعادت حاصل کی-

حضرت مولوی صاحبؓ چونکہ بہت بڑے عالم تھے چنانچہ آپؓ کے علاقہ کے لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر یہ احمدیت قبول کرلیں تو ہم بھی کرلیں گے لیکن جب حضرت مولوی صاحبؓ بیعت کے بعد واپس اپنے علاقہ میں پہنچے تو سب آپکے دشمن ہوگئے اور آپکے قتل کے منصوبے بھی بنائے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی- بہت سے سعید فطرت آپ کے ذریعہ ایمان بھی لائے- ۱۹۲۰ء میں آپؓ نے وفات پائی- آپؓ کا ذکر خیر محترم ملک محمد احمد ثاقب صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۱۱ر اپریل ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے-

۱۹۰۴ء میں جب طاعون پھیلی تو حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ اور آپکے دو بیٹے بھی طاعون کا شکار ہوگئے اور انہیں گلٹیاں نمودار ہوگئیں- مخالفین اعتراض کرنے لگے تو آپؓ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپکو بتایا کہ طاعون شیطان کے چوکوں میں سے ایک چوکا ہے- نیز ایک دعا سکھائی کہ اے میرے رب میں تیرے نام کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں شیطان کے چوکوں سے اور اس بات سے بھی پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے قریب آئیں- یہ دعا آپؓ پڑھ کر اپنے ہاتھ پر پھونکتے اور ہاتھ گلٹیوں پر پھیرتے جاتے تھے- جلد ہی اللہ تعالیٰ نے تینوں کو شفا عطا فرمائی اور یہ نشان بہت سے لوگوں کی ہدایت کا موجب بنا-

حضرت مولوی صاحبؓ کو دعوت الی اللہ کی دلی تڑپ تھی- ۱۹۰۶ء کے جلسہ سالانہ میں آپؓ اپنے ہمراہ مولوی امام الدین صاحبؓ کو بھی لے گئے- مولوی امام الدین صاحبؓ قادیان پہنچ کر ایسے بیمار ہوئے کہ جلسہ میں بھی شریک نہ ہوسکے- جلسہ کے بعد حضرت مسیح موعودؑ مہمان خانہ میں تشریف لائے تو آپؓ نے مولوی امام الدین صاحبؓ کو حضورؑ کی خدمت میں پیش کرکے درخواست دعا کی- حضرت اقدسؑ نے مولوی صاحبؓ کی پشت پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ شفا دے گا- دونوں اصحاب فرمایا کرتے تھے کہ جوں جوں حضرت اقدسؑ ہاتھ پھیرتے تھے تو بخار بھی اترتا جاتا تھا- اور شفا کا عظیم الشان نشان اسی وقت ظاہر ہوا-

-......☆......☆......☆......-

بقیہ: مذہب سائنس اور فلسفہ

جاتے تھے اور ایک زمانہ ان کی سچائی کا معترف رہا لیکن جونہی انہوں نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوسرے بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کے لئے مامور فرمایا تو عام لوگوں نے تو ان کا انکار کیا ہی مادہ پرست فلسفیوں اور سائنس دانو نے بھی اس کا مذاق اڑایا اور دیدہ دانستہ ان پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا- یا ان کو خلل دماغ کے عارضہ میں مبتلا سمجھا گیا- اور اگر ان میں کوئی سچائی دیکھی تو وہ ان کا ذاتی تجربہ گردان کر اس کی عملی حقیقت سے انکار کیا گیا- حالانکہ اگر یہ ہمارا ذاتی مشاہدہ ہے کہ انسان اپنی مجرد عقل سے ذاتی تجربات کرتا ہے اور اس طرح انسانی علم میں کچھ اضافہ بھی ہوتا ہے تو یہ بھی تاریخ عالم کی گواہی ہے کہ انبیاء کے اس دعویٰ کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے کلام سے نوازا دنیا میں ایک نئی تہذیب و تمدن کی بنیاد پڑی تو اس گواہی کو کیسے جھٹلایا جاسکتا ہے- اس صدی کا مشہور عالم مؤرخ فلسفی ٹائن بی تہذیب و تمدن کے عروج و زوال کے مضمرات پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

While civilization rise and fall, and in following give rise to others , some purposeful enterprizeshighier than therirs , may all the time be making head way , and in a divineplan the bearing that comes through the suffering caused by the failure of civilization may be the sovereign means of progress. (Civilization on trial, Oxford Univerisity Press, 1953 P 15)

"تہذیب کے اس عروج و زوال میں پستی کے ساتھ ہی ایک نئے اٹھان کی بھی بنیاد پڑ رہی ہے جو پہلے سے زیادہ بلندی سے ہمکنار ہونے کی بامقصد صلاحیت کا حامل ہوتا ہے- گویا ایک Divine Plan یعنی روحانی منصوبے کی کارفرمائی میں مٹتی ہوئی تہذیب کی ناکامیوں میں ہی انسان کو اپنی زبوں حالی کے ساتھ ساتھ وہ آگاہی بھی نصیب ہو رہی ہوتی ہے جو ترقی اور بہتری کی ہمہ جہت راہیں کھول دیتی ہے"-

Divine plan سے ٹائن بی کی مراد وہ مذہبی تحریک ہے جو ایک تہذیب کی زوال پذیری کے دور میں رونما ہوتی ہے- وہ مزید لکھتے ہیں

The Process of disintegration does not proceed evenly jolts along in alternating spasm of rout, rally and rout......... and after the next rout in which the disintegrating civilization finally dissolves , the universal church may liveon to be comethe chrysellis from which a new civilization emerges (Ibid P.13)

"تہذیب کے اکھاڑ پچھاڑ کا عمل ایک انداز ورفتار میں نہیں چلتا بلکہ وقفے وقفے سے ایسے دھچکے لگتے رہتے ہیں جن کے ہلاکت خیز ہنگاموں میں کبھی کبھی سنبھالنے کی صورت بھی پیدا ہوتی دکھائی دیتی ہے- تو پھر کوئی اور طوفانی لہر اپنا سر اٹھالیتی ہے اور آخرکار ایک زبردست لہر اس شکست و ریخت کے عمل میں مبتلا تہذیب کو بہالے جاتی ہے- بایں ہمہ ایک ہم جہتی مذہب بھی نئی تخم ریزی میں سرگرم عمل رہتا ہے جس کی کوکھ سے بالآخر ایک نئی تہذیب جنم لے لیتی ہے-

(باقی آئندہ انشاءاللہ)

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

30/5/97 - 5/6/97

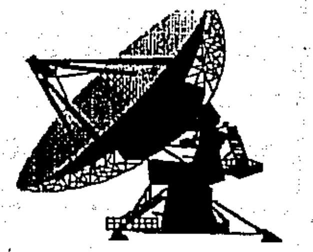

HIGHLIGHTS

Programmes With Hadhrat Khalifatul Masih IV

Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class	*Everyday*
Homoeopathy Class	*Monday & Thursday*
Quran Class	*Tuesday & Wednesday*
Homoeopathy Class Review (After Quran Class)	*Wednesday*
Children's Mulaqat	*Saturday*
Mulaqat With Urdu Speaking Friends	*Friday*
Question & Answer Session	*Saturday*
Question & Answer Session (New)	*Sunday*
Mulaqat With English Speaking Friends	*Sunday*

Programmes in Different Languages

German & Bengali	*Everyday*	*French /Swahili*	*Wednesday*
Albanian	*Sunday*	*Russian / Bosnian*	*Thursday*
Indonesian	*Monday*	*Sindhi*	*Thursday*
Turkish	*Monday*	*Norwegian*	*Tuesday*

Regular Features

MTA Sports	*Monday*	*Medical Matters*	*Tuesday*
Al Maidah	*Wednesday*	*Bazm-e-Moshaira*	*Thursday*
Quiz Program	*Thursday*	*Computers For Everyone*	*Friday*

15 MOHARRAM
Friday 30th May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner : 1) Yassarnal Quran 2) Kodak
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programmme - Quix among school (R)
02.30	Huzur's Reply To Allegations- Session 28 (18.5.94) (Part 1) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
05.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - 1) Yassarnal Quran 2) Kodak
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira : An Evening with Abdul Karim Qudsi (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Computers For Everyone -Part 11
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK -30.5.97
14.00	Bengali Programme
15.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 30.5.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00	Swahili Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Medical Matters with Dr M.H.Khan
21.30	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK -30.5.97 (R)
22.45	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends- 30.5.97 (R)

16 MOHARRAM
Saturday 31st May 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Response To Phil Arms , A Christian Priest By: M.A. Cheema Sahib (No. 3)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Computers For Everyone-Part 11(R)
05.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends -30.5.97 (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 30.5.97
08.00	Medical Matters with Dr M.H. Khan
08.55	Liqaa Ma'al Arab
09.55	Urdu Class
10.55	Speech: "Jamaat Ahmadiyya Ki Shaan", By: Sultan Mehmood Anwar Jalsa Salana , Gujranwala
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, At Fazl Mosque , London (13.5.84)
14.00	Bengali Programme
15.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -31.5.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 31.5.97(R)
23.00	Learning Chinese
23.30	Hikayat-e-Shereen

17 MOHARRAM
Sunday 1st June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Horizon:Tech Talk-No. 15
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
05.00	Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (31.5.97) (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Let's Learn Salat
07.00	Siraiki Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Around The Globe : Handicraft Exhibition '97 - Lajna Imaillah, Dera Ghazi Khan
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, Organized By Ansarullah, U.K. (25.6.95)(Part 2)
14.00	Bengali Programme
15.00	Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with English Speaking Friends - 1.6.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Programme By Waqfeen-e-Nau - Sargodha
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bait Bazi - Rabwah Vs Faisalabad
21.30	Dars-ul-Quran (No. 2) (1996) By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London
23.30	LearningChinese

18 MOHARRAM
Monday 2nd June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner- Programme Waqfeen-e-Nau , Sargodha (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Around The Globe : Handicraft Exhibition '97 - Lajna Imaillah, Dera Ghazi Khan (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends (1.6.97)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Programme Waqfeen-e-Nau , Sargodha (R)
07.00	Dars-ul-Quran (No. 2) (1996) By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London , U.K. (R)
08.30	Bait Bazi - Rabwah Vs Faisalabad (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab- (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	M.T.A. Sports-Athletics Sports Rally '97
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Programme
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Norwegian

19 MOHARRAM
Tuesday 3rd June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	M.T.A. Sports - Athletics Sports Rally '97
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Medical Matters : Drug Abuse - Host : Dr. Sultan A. Mobashir Guest : Dr. Lateef Qureshi
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	From The Archives - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque, London , U.K. (30.3.90)
14.00	Bengali Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV-3.6.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -1) Yassarnal Quran 2) Kodak
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV-3.6.97
23.00	Learning French
23.30	Hikayat-e-Shereen (N)

20 MOHARRAM
Wednesday 4th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - 1) Yassarnal Quran 2) Kodak
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters :Drug Abuse - Host : Dr. Sultan A. Mobashir Guest : Dr. Lateef Qureshi (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV-3.6.97
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner -1) Yassarnal Quran 2) Kodak
07.00	Russian Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Masih Maud (A.S) : Life of Hadhrat Sh. M. Bukhsh Sahib (R.A.)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	African Programme
14.00	Bengali Programme
14.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV-4.6.97
16.00	Liqaa Ma'al Arab (New)
17.00	French Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Al Maidah - Kaddu Ka Halwa
21.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV-4.6.97
23.00	Learning Arabic
23.30	Arabic Programme: Qaseedah/Nazm

21 MOHARRAM
Thursday 5th June 1997

00.00	*Announcements and Detail of Programmes*
00.05	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Horizon: 1) Moshaira 2) Symposium - Speech By : Mr. Gurbchan Singh 3) Poem
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Arabic (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
04.45	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV-4.6.97
06.00	*Announcements and Detail of Programmes*
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00	Sindhi Programme -Translation of Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (1.9.95)
08.00	Al Maidah - Kaddu ka Halwa (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Quiz Programme - Nusrat Jehan Academy
11.30	Huzur's Reply To Allegations - Session 28 (18.5.94) (Part 2)
12.00	*Announcements and Detail of Programmes*
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Bosnian Programme
18.00	*Announcements and Detail of Programmes*
18.05	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner -1) Yassarnal Quran 2) Kodak
19.00	German Programme
20.00	Urdu Class (N)
21.00	Bazm-e-Moshaira : Mehfil-e-Naat , Organized By Nusrat Jehan Academy, Rabwah (Part 1)
22.00	Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
23.00	Learning Dutch

Please note : Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. +44 .181 .874 .8344

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, May 30 1997 No: 22

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد، مؤرخ احمدیت)

تحریک پاکستان کے دو ازلی دشمن

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ تحریک پاکستان کے دو ازلی دشمن ہیں۔

۱۔ احرار ۔ جماعت اسلامی

قیام پاکستان کی پچاس سالہ تقریبات میں اہل وطن کو جہاں تحریک پاکستان میں قائداعظم کے دوش بدوش سرگرم حصہ لینے والی شخصیات اور جماعتوں کے کارناموں کو بار بار منظر عام پر لانا چاہیئے وہاں ملت اسلامیہ کے ان غداروں پر بھی کڑی نظر نگاہ رکھنی چاہیئے جو پاکستان کی کٹھن اور صبر آزما جنگ کے دوران برصغیر کے مظلوم مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ہندو اکثریت کے رحم و کرم پر چھوڑنا چاہتے تھے اور جو آج بھی مسلم امہ کے مستقبل کو تاریک کرنے کے لئے اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوتے ہیں۔

احراری

خواجہ افتخار حسین صاحب (گولڈ میڈلسٹ) "ماہنامہ کنز الایمان" لاہور (ستمبر ۱۹۹۶ صفحہ ۲۲) میں رقمطراز ہیں۔

"کانگرس نواز علماء نے پاکستان کی مخالفت ہندو کو خوش کرنے کے لئے کی رام راج کے لئے کی اور مسلمانوں کو بھی ساتھ ملانے کی پوری کوشش کی لیکن جب دیکھا کہ مسلمانوں کی غالب اکثریت مسلم لیگ کے سبز ہلالی پرچم تلے اکھٹی ہونے لگی ہے تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ ہم حکومت الٰہیہ بنائیں گے یہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان کی ایک چال تھی لیکن قوم نے انکی بات سنی ان سنی کردی۔

دوسری بات یہ کہ جب امرتسر جلنا شروع ہو گیا اور مسلم کش فسادات شروع ہوگئے تو یہی سید عطاء اللہ شاہ بخاری جو امرتسر کے رہنے والے تھے اور جن کی ہندوؤں کے لئے بڑی قربانیاں تھیں چاہئیے تو یہ تھا کہ ہندو گورنمنٹ ان کو تحفظ دیتی لیکن یقین کریں کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری غازی عبدالرحمٰن اور شیخ حسام الدین یہ تینوں میرے جاننے والے تھے اور چوتھے ڈاکٹر سیف الدین کچلو یہ سب ننگے پیر امرتسر میں اس ہندو سے جان بچا کر بھاگے جسے یہ سینے سے لگاتے تھے اور مسلمانوں کی مخالفت کرتے تھے۔

ڈاکٹر سیف الدین کچلو وہ شخص تھا جس کی ہندوؤں نے جلیانوالہ باغ میں تاج پوشی کی تھی اور سونے کا تاج پہنایا تھا لیکن ان کی حیثیت وہی تھی جو کانگرس میں مولانا آزاد کی تھی۔ قائداعظم مولانا ابوالکلام آزاد کو کانگرس کا "شو بوائے" کہتے تھے۔

گاندھی نے قائداعظم کو ایک خط لکھا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں اور مولانا آزاد بھی ساتھ ہوں گے تو قائداعظم نے فرمایا کہ آپ آجائیں لیکن مولانا آزاد کو ساتھ نہ لائیں میں اس سے نہیں ملنا چاہتا۔ یہ مسلمانوں کا لیڈر نہیں آپ ہندوؤں کے لیڈر ہیں ہندو لیڈر کی حیثیت سے مجھے ملیں۔ پھر جب مولانا آزاد کانگرس کے صدر ہوگئے تو قائداعظم کو خط لکھا کہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ قائداعظم نے کہا تم کانگرس کے شو بوائے ہو اس لئے میں تم سے نہیں ملنا چاہتا اور آپ نہیں ملے۔

ڈاکٹر سیف الدین کچلو کی حیثیت بھی شو بوائے کی تھی اسی لئے تو جان بچاتے پھرے۔ پہلے امرتسر سے بھاگ کر دلی پہنچے پھر وہاں سے جان بچا کر کشمیر چلے گئے۔

جواہر لال نہرو وزیر اعظم کی حیثیت سے امرتسر آتا ہے تو امرتسر کے ڈپٹی کمشنر آئی جی اور دوسرے لوگوں سے ناراض ہوتا ہے کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم لوگ سیف الدین کچلو اور عطاء اللہ شاہ بخاری کو بھی نہیں روک سکے ہم نمائشی طور پر ہی کہتے کہ مشرقی پنجاب کے مسلمان ہمارے ساتھ ہیں یعنی یہاں بھی روایتی بنئیے کے کردار میں عیاری سے کام لے رہا ہے۔"

جماعت اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بھی ان "خوش نصیبوں" میں سے ہیں جو مودودی صاحب کی اصلاح کے مطابق جماعت اسلامی سے مدتوں قبل "ارتداد" اختیار کر چکے ہیں۔

آپ نے ۷۲ ۔ ۱۹۷۰ء کے دوران جبکہ مودودی صاحب زندہ تھے جماعت اسلامی کی طرف سے تاریخ پاکستان کو مسخ کرنے اور حقائق کو بدلنے کی شرمناک مہم پر سخت نقطہ چینی کی۔ آپ کے یہ تنقیدی الفاظ حال ہی میں رسالہ میثاق جولائی ۱۹۹۶ء صفحہ ۴۶ پر دوبارہ سپرد اشاعت ہوئے ہیں جو یہ ہیں۔

"جماعت اسلامی نے کبھی تحریک پاکستان کی مخالفت نہیں کی!" ایسے دروغ مصلحت آمیز کا سلسلہ تو عرصہ دراز سے چل ہی رہا تھا اب ایک قدم آگے بڑھا کر قیام پاکستان کے کریڈٹ میں بھی حصہ داری کا دعویٰ شروع ہو گیا ہے اور اس سلسلے میں جماعت کی سول سروس کے اساطین ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک نسبتاً سادہ لوح بزرگ تو کچھ عرصہ قبل ایک جلسہ عام میں یہ تک کہہ بیٹھے کہ۔

" پاکستان کے قیام میں اکیلے مولانا مودودی کا حصہ باقی تمام لوگوں کے مجموعی حصے سے بھی زیادہ ہے.....!"

......جس پر پرائے تو خیر پرائے ہوتے ہیں اپنوں

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ رحلت فرماگئیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ (۲۲؍ مئی ۱۹۹۷ء) : احباب جماعت کو افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت سیدہ بشریٰ بیگم مہر آپا صاحبہ حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آج صبح سوا چار بجے فضل عمر ہسپتال میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۷۸ سال تھی۔

حضرت سیدہ موصوفہ دیر سے بیمار چلی آرہی تھیں لیکن ۱۷؍ مئی کو طبیعت زیادہ خراب ہو جانے کی وجہ سے ان کو فضل عمر ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ لیکن خدائی تقدیر غالب آئی اور حضرت سیدہ اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئیں۔

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب کی صاحبزادی اور حضرت سیدہ ام طاہر کے والد محترم حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب کی پوتی تھیں۔ آپ ۷؍ اپریل ۱۹۱۹ء کو بمقام جہلم اپنے ننہال میں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۳۴ء میں میٹرک کے امتحان کے علاوہ قادیان کی دینیات کی دو جماعتیں پاس کیں۔ پھر جامعہ نصرت ربوہ سے ایف اے کیا۔ اور اس کے بعد بی اے میں داخلہ لیا۔ مگر اپنے عظیم خاوند حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی علالت کی وجہ سے تعلیم کا سلسلہ ترک کر دیا اور حضرت صاحب کی خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا۔

۲۴؍ جولائی ۱۹۴۴ء آپ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ہوا۔ حضرت صاحب نے ایک ہزار روپیہ حق مہر پر نکاح کا اعلان فرمایا۔ حضرت صاحب نے خطبہ نکاح میں حضرت سیدہ ام طاہر کی وفات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورت حال کا ذکر فرمایا کہ حضرت ام طاہر کے بچوں کی نگہداشت کے لئے شادی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ طے پایا کہ حضرت سیدہ ام طاہر کے خاندان سے رشتہ کیا جائے۔

حضرت سیدہ مہر آپا کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ آپ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ایک رؤیا میں یہ خبر دی گئی تھی :

"ایک فرشتہ آواز دے رہا ہے کہ مہر آپا کو بلاؤ۔ جس کے معنے ہیں محبت کرنے والی آپا"۔

چنانچہ اس رؤیا کے مطابق آپ کو جماعت احمدیہ میں "مہر آپا" کے نام سے پکارا جانے لگا۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ساتویں اور آخری حرم محترم تھیں۔

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد آپ نے دینی خدمات میں نمایاں حصہ لینا شروع کیا۔ چنانچہ ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۱ء میں لجنہ اماء اللہ کی سیکرٹری خدمت خلق اور اس کے علاوہ سیکرٹری تربیت واصلاح کی خدمت انجام دیں۔ آپ لجنہ کی جنرل سیکرٹری اور سیکرٹری خدمت خلق اور اس کے علاوہ نائب صدر لجنہ مرکزیہ کے عہدے پر فائز رہیں۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کی ایک نمایاں صفت غریبوں اور مسکینوں سے ہمدردی اور مہمان نوازی تھی۔ آپ کی زندگی دین حق اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں وقف رہی۔ حضرت سیدہ موصوفہ بہت نیک متقی اور راستباز خاتون تھیں۔

۲۳؍ مئی ۱۹۹۷ء کو دن کے دس بجے بہشتی مقبرہ ربوہ کی اندرونی چاردیواری میں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ جنازہ مسجد مبارک میں صبح نو بجے محترم صاحبزادہ منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی ربوہ نے پڑھانا تھا لیکن آپ ناسازی طبع کے باعث تشریف نہ لا سکے۔ چنانچہ آپ کی زیر ہدایت محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ ربوہ اور ربوہ کے باہر کے متعدد اضلاع سے تشریف لانے والے احباب جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد جنازہ میں شامل ہوئی۔ اس موقع پر مسجد مبارک کے صحن میں اور صحن کے باہر لان میں شامیانے نصب کر دئے گئے تھے۔ تاکہ احباب جماعت کی کثیر تعداد جنازہ میں شرکت کر سکے۔

بہشتی مقبرہ کی اندرونی چاردیواری میں حضرت سیدہ ام وسیم، حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قبر کے پہلو میں حضرت سیدہ مہر آپا کی قبر بنائی گئی تھی۔ جہاں تدفین کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کرائی۔ جملہ احباب جو نہایت وقار اور نظم و ضبط کے ساتھ چاردیواری کے احاطے کے باہر کھڑے تھے دعا میں شامل ہوئے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۳؍ مئی بروز جمعۃ المبارک بادکروئزناخ (جرمنی) میں خطبہ جمعہ کے آخر پر حضرت سیدہ مہر آپا کا ذکر خیر فرمایا۔ اور جرمنی میں سو مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں مرحومہ کی طرف سے تین لاکھ جرمن مارک کا عطیہ دینے کا اعلان فرمایا۔

ادارہ الفضل اپنی طرف سے اور تمام قارئین کی طرف سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ، حضرت سیدہ مہر آپا کے جملہ عزیزان اور تمام افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دلی تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور اپنے قرب خاص سے نوازے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں :-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔